بسم اللہ الرحمٰن الرحیم   نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم   وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

جلد 47

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

Postal Registration No:p/GDP-23

ہفت روزہ
بدر
قادیان

The Weekly BADR Qadian

شمارہ: 24

شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر
امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک 10 پونڈ
یا 20 ڈالر امریکن

15 صفر 1419 ہجری 11 احسان 1377 ہش 11 جون 98ء

لندن ۶ / جون (مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیریت ہیں۔ الحمد للہ۔

گذشتہ روز حضور انور نے مسجد فضل میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا اور احباب جماعت کو مامور فرشتوں کی طرح اطاعت کی نصیحت فرمائی اور نظام جماعت کی ضرورت واہمیت بیان فرمائی۔

پیارے آقا کی صحت وسلامتی درازی عمر مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے احباب دعائیں کرتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر آن حضور کا حامی وناصر ہو۔ آمین۔

مجلس انصاراللہ جرمنی کا سالانہ اجتماع بخیر و خوبی اختتام پذیر

حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ کی شرکت اور خطابات

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ مجلس انصاراللہ جرمنی کا سالانہ اجتماع باد کروئز ناخ میں ۱۵/ مئی کو شروع ہو کر ۱۸/ مئی کو اختتام پذیر ہوا۔ اجتماع کا افتتاح حضور انور کے خطبہ جمعہ سے ہوا۔ خطبہ جمعہ سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لوائے انصار اللہ لہرایا اور پھر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

حضور انور نے خطبہ جمعہ کے آغاز میں تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ البقرہ کی آیات ۲۰۸ تا ۲۱۰ کی تلاوت فرمائی اور حدیث نبویؐ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کو ان آیات کی تفسیر کے طور پر پیش فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ ان آیات کی طرز بیان ظاہر کرتی ہے کہ خدا کی مرضی کو چاہنے والے لمحہ لمحہ اس بات کا انتظار کرتے ہیں اور اس کی رضا کی خاطر اپنی جان بھی دے ڈالتے ہیں۔ حضور نے مجلس انصار اللہ کے اراکین کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ انصار اللہ ایسے گروہ کے بندے ہیں جو اب خدا کے حضور پیش ہوگا۔ پس جتنے بھی سانس ہیں وہ اللہ کی رضا کی خاطر پیش کر دینے چاہئیں۔ اگرچہ اس آیت کا اطلاق ہر عمر کے مومنوں پر ہوتا ہے مگر انصار اللہ پر زیادہ شدت کے ساتھ اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لمحہ لمحہ اس بات کا انتظار رہتا تھا جو ان کے ازدیاد ایمان کا باعث بنے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کی تلاش میں آپ کے سامنے بیٹھا کرتے تھے۔ وہ لوگ جو خدا کی خاطر ہمیشہ ایسے انتظار میں رہتے ہیں ان پر اللہ تعالیٰ پیار کی نظریں ڈالا کرتا ہے۔ پس اگر باقی زندگی اس امید پر بسر کریں تو یہ بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ توقعات کو پورا کرے اور خود اس کی توفیق بھی دے۔

حضور نے فرمایا کہ كَافَّةً کے دو معانی ہیں۔ اوّل یہ کہ ہر داخل ہونے والا پورے کا پورا خدا کی محبت کے دائرے میں داخل ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ تمام مومن چھوٹے یا بڑے سارے کے سارے خدا تعالیٰ کی محبت کے طالب بن کر اپنی زندگی بسر کریں۔ حضور نے فرمایا کہ وہ لوگ جو اس دائرے میں آجائیں گے ان کیلئے ممکن نہیں رہتا کہ وہ شیطان کے قدموں کی پیروی کریں۔ کیونکہ یہ دونوں متضاد باتیں ہیں۔ اگر آپ اس دائرے سے نکلیں گے تو ہلاکت کی طرف جائیں گے۔ اگر شیطان کو ذرا بھی موقع ملا تو وہ آپ کو اچک کرلے جائے گا۔ حضور نے فرمایا کہ احمدیوں کے پاس اس کثرت سے نشان آئے ہیں کہ ان کے قدم ڈگمگانے کا کوئی خطرہ نہیں لیکن اگر ایسا ہوا تو بڑی بدقسمتی ہوگی۔

حضور نے صحیح ترمذی سے ایک حدیث بیان کی جو حضرت انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں دو بھائی تھے۔ ایک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہتا تھا اور دوسرا کام کرتا۔ کام کرنے والے نے شکایت کی کہ اس اکیلے پر گھر کا بوجھ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عین ممکن ہے کہ تجھے جو رزق عطا کیا جارہا ہے وہ دوسرے بھائی کی وجہ سے ہو۔ حضور نے فرمایا کہ اس حدیث میں واقفین زندگی اور ان کی خدمت کرنے والوں کیلئے ایک نکتہ ہے۔ جماعت جرمنی میں بعض لوگ بڑی خدمت کر رہے ہیں جن کے اقرباء سمجھتے ہیں کہ وہ ان خدمت کرنے والوں کے بوجھ اُٹھائے ہوئے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد جیسے کل سچا تھا آج بھی سچا ہے۔ اللہ کرے کہ ان کے اقرباء کے دل میں یہ وہم نہ گزرے کہ ان کی وجہ سے ان کے خاندان کو نقصان پہنچ رہا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ اس آیت کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ وہ اعلیٰ درجہ کے انسان ہیں جو خدا کی ذات کی رضا میں کھوئے جاتے ہیں۔ وہ اپنی جان بیچتے ہیں اور خدا کی مرضی کو مول لیتے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ اللہ کی رضا خریدی نہیں جاتی لیکن جب وہ خود کہے کہ کون ہے جو میری رضا خریدے؟ تو جو کہیں گے کہ ہم ہیں پھر کیسے ممکن ہے کہ اللہ انہیں محروم رکھے۔ حضور نے فرمایا کہ جان بیچنا ایک لمحے کا سودا نہیں، ساری زندگی کا سودا ہے۔ ہزار موتیں قبول کرنی ہونگی اور ہزار زندگیاں ہر موت کے بدلے ملیں گی۔ بہت سے واقفینِ زندگی نے کسی خاص لمحہ خود کو اللہ کے سپرد کر دیا اور پھر اس پر قائم نہ رہے ان کا لازماً بدانجام ہوتا ہے۔ پس جان کا سودا پہلے ہوتا ہے اور اس حالت کے ثبوت ساری عمر بعد میں مہیا ہوتے رہتے ہیں پھر دعویٰ صرف دعویٰ نہیں رہتا۔

حضور نے فرمایا کہ انسان کو جتنی صلاحیتیں بخشی گئی ہیں، ایک انسان ان سب سے کام لے کر خدا کے دین اور اس کی مخلوق کی خدمت کرتا ہے لیکن اس کی توفیق صرف اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ اسی لئے فرمایا کہ ہم نے جو کچھ انہیں دیا ہے اس میں سے وہ خرچ کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اکثر لوگ کبھی نہ کبھی اللہ کی رضا سے لطف اندوز ہوتے ہیں لیکن انہوں نے اپنی جان نہیں بیچی ہوتی۔ اس لئے ان کے ہاں لذّت آکر ٹھہر نہیں جاتی اور پھر دنیا کی لذتیں قرار پکڑ لیتی ہیں۔ جب لطف ٹھہر جائے تو تمام اعمال صالحہ تلذذ کی راہ سے صادر ہونے لگتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ جو شخص پیسے کی خاطر محنت کرتا ہے وہ محنت دوسروں کو نظر آتی ہے لیکن اس شخص کو پیسے کی لذت کی وجہ سے وہ مشقت محسوس نہیں ہوتی۔ یہی وہ نقد بہشت ہے۔ اللہ ادھار نہیں رکھتا۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ جو آئندہ زندگی میں ملے گا وہ اسی بہشت کا ظل اور سایہ ہے جو روحانی انسان کو اس دنیا میں ملتی ہے۔ حضور نے فرمایا یہ عارف باللہ کا کلام ہے جو خدا کی محبت کی راہیں کھول کھول کر دکھا رہا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ بعض لوگ سختی اور مشقت کر کے اگلی دنیا کی لذت حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہوتے ہیں لیکن انہیں کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ آئندہ کی لذات اسے ملیں گی جسے اس زندگی میں محبت نصیب ہوگی۔ اللہ کی خاطر جو دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں اللہ ان کے ساتھ محبت رکھتا ہے جو لوگ اپنی زندگی کو جو اس نے ہی ان کو دی ہے اس کی راہ میں وقف کر دیتے ہیں اور اسے سعادت سمجھتے ہیں۔ حضور نے جماعت جرمنی کو نصیحت فرمائی کہ قربانی کرنا اللہ کا احسان ہے اور خدمت ایک اعزاز ہے۔ پس آپ کو کبھی یہ خیال نہ آئے کہ ہم کچھ کر رہے ہیں۔ ہر خدمت ایک جزا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ خدا کی راہ میں اپنی گردن ڈال دو۔ اس کا ایک مطلب ہے کہ خدا کی اطاعت کا جوا اپنی گردن میں ڈال لو اور دوسرا یہ کہ حضرت اسماعیلؑ کی طرح اپنی جان کو پیش کر دو۔ ہر انسان کے ماحول میں اسے بُرے کاموں کیلئے بلانے والے شیطان ہیں اور انسان ان سے بچ سکتا ہے اگر وہ اللہ کی راہ میں گردن ڈال دے۔ اسی کا نام اللہ تعالیٰ نے استقامت رکھا ہے۔ وہ صدیق ہیں جو کامل وفا کے ساتھ انبیاء کے پیچھے چلتے رہے اور وہ شہید ہیں جنہوں نے اسی راہ میں جان دے دی لیکن پیچھے نہیں ہٹے۔ اور صالح وہ جو آگے تو نہ بڑھ سکے لیکن اپنی زندگی پیش کر دی۔

حضور نے فرمایا کہ انسان کی پیدائش کا مقصد یہ ہے کہ وہ ہمیشہ خدا کی عبادت کرے۔ اگر وہ اس غرض کیلئے ہو جاتا ہے تو یہ استقامت ہے اور جب وہ اللہ کیلئے ہو جائے گا تب اس پر ایمان نازل ہوگا یعنی پاک زندگی عطا ہوئی جو اصل مقصود و مطلوب ہے۔ اگر یہ مل جائے تو ہم یہ کہتے ہوئے اپنی جان جانِ آفرین کے سپرد کر سکتے ہیں کہ "فُزْتُ بِرَبِّ الْکَعْبَةِ" رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔

(باقی صفحہ 7 پر ملاحظہ فرمائیں)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لا اله الا الله محمد رسول الله

ہفت روزہ بدر قادیان ادار یہ 11 جون 1998

ایک ضعیف اور مضمحل آواز

گزشتہ دنوں اخبارات میں پاکستانی انسانی حقوق کمیشن کے حوالہ سے یہ خبر تھی کہ مذکورہ کمیشن نے حکومت پاکستان سے درخواست کی ہے کہ پاکستانی آئین میں سے احمدیہ مخالف قوانین کو رد کر دیا جائے کیونکہ یہ قوانین بنیادی انسانی حقوق سے متعلق بین الاقوامی قراردادوں سے سخت متصادم اور ایک فرقے کی مذہبی آزادی کو سلب کرنے والے ہیں۔ پاکستانی انسانی حقوق کمیشن نے یہ تسلیم کیا ہے کہ ان بدنام زمانہ قوانین کے ذریعہ ماضی میں جماعت احمدیہ کو مظالم کا شکار بنایا جاتا رہا ہے۔ (بدر مورخہ ۷ مئی ۹۸)

جہاں تک ہمارا خیال ہے پاکستانی انسانی حقوق کمیشن نے پہلی مرتبہ کھل کر اتنی وضاحت سے حقیقت بیانی کا ثبوت دیا ہے اور سب دُنیا جانتی ہے کہ اس کمیشن کی آواز ایک ضعیف اور مضمحل آواز ہے جس کا نہ تو وہاں کی حکومت پر اور نہ ہی وہاں کے ملاؤں پر کوئی اثر ہو سکتا ہے کیونکہ وہاں کی عدلیہ و انتظامیہ پر درندہ صفت ملاؤں نے اپنے خونی پنجے بری طرح پیوست کر رکھے ہیں۔

ویسے اگر ماضی میں احمدیوں کو بے حقیقت سمجھ کر پاکستانی دانشوروں اور انسانی حقوق کی آواز دبی رہی تو اب جبکہ پاکستان میں عیسائیوں پر بھی مسلسل مظالم کا سلسلہ جاری ہے تو کم از کم مغربی آقاؤں کی ناراضگی کے خیال سے ہی حکومت پاکستان کو اس بارہ میں ضرور سوچنا چاہئے کیونکہ ایوب مسیح کو قتل کی سزا سنانے اور پادری جوزف کی خودکشی کو امریکہ نے بھی سخت برا منایا ہے۔

پاکستان میں پادری موصوف کی خودکشی اور ایوب مسیح کو سزائے موت سنائے جانے کے رد عمل میں جب عیسائی برادری نے پاکستان کے مختلف شہروں میں احتجاجی جلوس نکالے تو "اسلامی جہاد" کا جوش رکھنے والے ملاؤں نے ان سوگوار عیسائیوں کے مکان اور دکانیں تک نذر آتش کرنے میں دریغ نہیں کی کس قدر با اخلاق اور دلیر ہیں یہ مجاہدین کہیں ایسا ہی جہاد یہ لوگ یورپ کے کسی ملک میں بھی کر دکھائیں تا جہاں عیسائی اکثریت میں ہیں اور جہاں یہ ملاں بصد فخر روزی روٹی حاصل کرنے کیلئے اور مسجدوں کی امامتیں ڈھونڈنے کیلئے جاتے ہیں۔ احمدیوں کو تو یہ ملاں اقلیتی حقوق بھی نہیں دیتے لیکن عیسائی برادری کو تو انہیں اقلیتوں کے وہ حقوق دینے چاہئے۔

جہاں تک توہین رسالت کا تعلق ہے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے رسول مقبول ﷺ یا صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی توہین کرنے والوں کے متعلق کوئی بدنی سزا تجویز نہیں فرمائی بلکہ صحابہ اگر بعض دفعہ رسول اللہ ﷺ کی توہین و تذلیل کرنے والے کو بدنی سزا دینے یا قتل کرنے کیلئے اٹھتے بھی تھے تو آپ ان کو حکماً روک دیتے تھے۔ قرآن مجید میں ذکر ہے کہ کفار آپ کو جھوٹا۔ ذلیل۔ مجنون اور رشوت خور تک جیسے الفاظ سے یاد کرتے تھے اور علی الاعلان تذکرہ کرتے تھے فرمایا۔ وَاِذَا رَاَوْكَ اِنْ يَّتَّخِذُوْنَكَ اِلَّا هُزُوًا (القرآن: ۲۱:۴۲) یعنی جب کفار آپ ﷺ کو دیکھتے تو آپ کی ہنسی اُڑاتے آپ سے تمسخر کرتے۔ رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی بن سلول نے ایک مرتبہ یہاں تک کہہ دیا کہ وہ مدینہ سے (نعوذ باللہ) آنحضرت ﷺ جیسے ذلیل ترین انسان کو نکال کر دم لے گا (المنافقون) اس پر صحابہ نے اس توہین کرنے والے کا سر تن سے جدا کرنے کا فیصلہ کر لیا لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو اجازت نہ دی بلکہ جب وہ فوت ہوا تو اخلاق فاضلہ کے پیکر رحمت مجسم ﷺ نے اس شخص کا جنازہ تک پڑھایا۔

پس ثابت ہوا کہ توہین رسالت کی سزا اللہ کے ہاتھ میں ہے جس کا فیصلہ وہ قیامت کے دن فرمائے گا اس دنیا میں اس کی کوئی سزا نہیں اور اگر توہین رسالت کی اس دنیا میں کوئی سزا نہیں تو پھر شیعوں کو توہین صحابہ کی سزا کس اسلامی قانون کے تحت دی جاتی ہے۔ ویسے اگر دیکھا جائے تو اب پاکستان میں پاکستانی انسانی حقوق کمیشن کو صرف احمدیوں کی ہی فکر نہیں کرنی چاہئے بلکہ وہاں کے ہر طبقہ کے بنیادی حقوق کی فکر کرنی چاہئے جہاں۔

☆۔ عیسائیوں کے گرجے جلائے جا رہے ہیں۔
☆۔ ہندوؤں کے مندر توڑے جا رہے ہیں۔
☆۔ شیعوں کے قبرستان لہولہان ہیں۔
☆۔ سنیوں کی مساجد ویران ہیں۔
☆۔ احمدیوں کی مساجد شہید کی جا رہی ہیں۔
☆۔ عدلیہ کے بنیادی حقوق خود انتظامیہ کے اعلیٰ عہدیداروں کے ہاتھوں مجروح ہو رہے ہیں۔
☆۔ عوام کے بنیادی حقوق کرپشن۔ لوٹ مار۔ ڈکیتیوں کی وجہ سے مجروح ہیں۔
☆ ہر ایک سیاسی و مذہبی لیڈر اپنے بنیادی حقوق سے محروم ہے کیونکہ اس کی زندگی کلاشنکوف کی آہنی دیواروں کے بغیر مفقود ہے۔

بالآخر ہم یہی عرض کرنا چاہیں گے کہ پاکستانی انسانی حقوق کمیشن کی طرف سے اٹھنے والی آواز مضمحل و کمزور ہی سہی لیکن پھر بھی ہم اسے پاکستان کی سخت قسم کی گھٹاٹوپ تاریکی میں روشنی کی ایک مدھم سی کرن سے ضرور تعبیر کر سکتے ہیں کیا بعید کہ اس سے وہاں کے دانشوروں کی سماعت و بصارت اور جرأت و حوصلہ کو کچھ توانائی نصیب ہو جائے؟۔

(منیر احمد خادم)

رمضان المبارک ۹۸ء میں قسط نمبر (۴۲)

حضرت امیر المومنین کا درس القرآن

جمعرات ۸؍ جنوری ۱۹۹۸ء

آج بھی درس القرآن سورۃ النساء کی آیت نمبر ۶۰ پر جاری رہا۔ حضور انور نے لفظ تاویل کے لغوی معنی بتانے کے بعد فرمایا کہ میں کئی ایسی آیات جانتا ہوں جو محکمات میں سے ہیں لیکن ابھی ان کی تاویل سمجھی نہیں جا سکی کیونکہ اس زمانے میں تاویل سمجھی جا سکتی ہی نہ تھی۔ مثلاً "تحسبهم جامدة وهى تمر مرالسحاب" اس زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے سمجھا دیا تھا مگر اور کوئی سمجھ نہیں سکتا تھا۔ مثلاً جنت اور جہنم کی کیفیت کو سمجھنے کیلئے dimensions اور Waves کے علم جاننے کی ضرورت تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے سامنے بیان اس لئے نہ کرتے تھے کہ وہ بھٹک نہ جائیں۔ اوپر والی آیت میں زمین کی گردش کا مضمون بیان کرنے کیلئے اس سے زیادہ بہتر مثال نہیں دی جا سکتی۔ کیونکہ زمانہ پیچھے تھا اسلئے تاویل ابھی نہیں آئی تھی۔

حضور انور نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گرانقدر اقوال حاکم کے بارے میں پڑھ کر سنائے۔ حضور نے فرمایا اگر حاکم ظالم ہو تو اسے برا نہ کہتے پھرو بلکہ اپنی اصلاح کرو۔ خدا ظالم حاکم کو بدل دے گا۔ ہر انسان حاکم کو اپنے حالات کے مطابق ظالم سمجھ سکتا ہے لیکن یہ امکان موجود ہے کہ اس کا فیصلہ درست ہو۔ یہ بہت ہی اعلیٰ درجہ کا اشارہ ہے۔ "ردوہ الی اللہ والرسول" بہت ہی عظیم الشان نصیحت ہے یعنی حاکم کے فیصلے کو اللہ اور رسول پر انطباق کر کے دیکھو اور اصلاح کی گنجائش ہے تو کرو کیسا عمدہ حل ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے اوپر جو لے لیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ یہ محض خلافت کا فیض ہے کہ مجھے آگاہی بخشی جاتی ہے کیونکہ میں نے آپ کی راہنمائی کرنی ہے۔ میں خلافت کی برکات کا ذکر کر رہا ہوں نہ کہ نفس کی بڑائی کی خاطر۔ اولی الامر منکم سے مسلمان حاکم مراد نہیں ہے۔ حضور نے عربی قواعد کی تفصیل بتائیں کہ منکم سے مراد یہاں تمہارا حاکم ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اولوالامر سے مراد روحانی اور جسمانی بادشاہ خواہ اس کا کوئی بھی دین ہو وہ گویا ہم میں سے ہی ہے۔ مگر حضور انور نے فرمایا کہ اس زمانے میں پاکستان میں حاکم نے فیصلہ دیا ہے کہ احمدی کیلئے نماز پڑھنا اور لا الہ الا اللہ کہنا حرام ہے لیکن اس میں ہم نے ان کی اطاعت نہیں کی۔ کوئی بھی احمدی ایسا نہیں جس نے تلوار لٹکتی دیکھی اور لا الہ الا اللہ نہ کہا ہو۔ وہ اعتراض یہ کرتے ہیں کہ احمدی صرف منہ سے لا الہ الا اللہ کہتے ہیں دل سے نہیں کہتے۔ پاکستان کے موجودہ صدر تارڑ صاحب کے نزدیک احمدیوں کے دل میں لا الہ الا اللہ نہیں ہے۔ گویا وہ خدائی کا خود دعویٰ کرتے ہیں۔ حضور انور نے مزید فرمایا کہ احمدی کہتا ہے کہ میرا دعویٰ ہے کہ میرے دل میں لا الہ الا اللہ ہے۔ لیکن اگر کوئی جج کہہ دے کہ تم اپنے دل کو نہیں جانتے اور تمہارا دعویٰ جھوٹا ہے اسی وقت وہ جج خدائی کے دعوے کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ اس لئے ان کی طرف سے خدائی کا دعویٰ کئے بغیر احمدیوں پر کلمہ کے انکار کا الزام لگایا ہی نہیں جا سکتا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان کے مطابق اگر دنیاوی بادشاہ تمہارے دین کو بدلنے کی کوشش نہیں کرتا تو اس کی اطاعت ایسے امور میں فرض ہے جو قرآن کے مطابق ہیں اور متصادم نہیں۔

تفسیر قمی جو شیعہ تفسیر ہے اس میں سے حضور انور نے متعلقہ حصہ تفصیل سے بیان فرمایا جو کسی طرح بھی قابل قبول نہیں۔ یہاں یہ ذکر ضروری ہے کہ حضور انور نے اپنا مشاہدہ بتایا کہ کئی شیعہ میرے درس اور خطبات کو سن کر احمدیت میں داخل ہوئے ہیں اور انہوں نے ثبات قدم کے ساتھ دین کا حق ادا کیا۔ ان کی جائیدادیں لوٹی گئیں۔ رشتے توڑے گئے۔ مارا پیٹا گیا لیکن انہوں نے کہا کہ اب حق ہمارے پاس آ گیا ہے۔ خطوط میں وہ لکھتے ہیں کہ ہم اپنے آباؤ اجداد سے جو باتیں سنتے تھے وہی جانتے تھے لیکن اب جب آپ نے اصل حقیقت کی وضاحت فرما دی ہے تو اسے قبول کرنے کے سوا چارہ نہیں۔

ہفتہ، ۱۰؍ جنوری ۱۹۹۸ء

حضور انور درس القرآن نمبر ۹ کیلئے مسجد میں تشریف لائے اور فرمایا آپ سب کو رمضان کے نئے عشرے کا پہلا دن اور مباہلے کے سال کے دم چھلے سال کا پہلا دن مبارک ہو۔

آج بھی سورۃ النساء کی آیت ۶۰ کا درس جاری رہا۔ حضور نے مختلف مفسّرین کی بیان کردہ تفاسیر کا ذکر فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی تفسیر کا ذکر بھی فرمایا اور فرمایا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے اس مضمون پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے اور بتایا ہے کہ "اُولِی الاَمرِ مِنکُم" کی اطاعت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جو آپ کے ہم مذہب ہوں صرف ان امراء کی اطاعت کریں۔ بلکہ اس کے یہ معنے ہیں کہ جو بھی تم پر حاکم مقرر ہو اس کی اطاعت واجب ہے۔ اگر حاکمِ وقت ظالم ہے تو اختلاف کے باوجود اطاعت کرو اور معاملہ اللہ پر چھوڑ دو۔ حضور انور نے یہاں حضرت یوسف علیہ السلام کی مثال کی وضاحت نہایت احسن طریق پر فرمائی کہ حضرت یوسفؑ نے باوجود اعلیٰ اختیارات کے ملکی قوانین سے انحراف نہ کیا۔ گورنمنٹ خواہ کافر بھی ہو اس کی اطاعت ضروری ہے۔ ایک دلچسپ حدیث حضور انور نے یہ بیان فرمائی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ اگر ایسے حاکم مقرر ہوں جو اپنے حق لے لیں اور ہمارے حق نہ دیں تو پھر؟ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب

(باقی صفحہ ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں)

خطبہ جمعہ

ہماری جماعت کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر پاک تبدیلی کریں کیونکہ ان کو تازہ معرفت ملتی ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۲۰ / فروری ۱۹۹۸ء بمطابق ۲۰ / تبلیغ ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله۔

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم۔ بسم الله الرحمٰن الرحيم ۔

الحمدلله رب العٰلمين ۔ الرحمٰن الرحيم ۔ مٰلك يوم الدين ۔ إياك نعبد و إياك نستعين ۔

اهدنا الصراط المستقيم ۔ صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ. وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ . فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ. وَ مَاالْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلاَّ مَتَاعُ الْغُرُوْرِ۔ (سورة آل عمران آيت ۱۸۶)

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ہر جان نے موت کا مزہ ضرور چکھنا ہے۔ ہر جان کے لئے مقدر ہے کہ وہ موت کا مزہ چکھے وَ اِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اور تم اپنے بھرپور اجر قیامت کے دن دیئے جاؤ گے۔ یہاں یہ مطلب نہیں ہے کہ اس دنیا میں اجر نہیں دیئے جاؤ گے تُوَفَّوْنَ کا مطلب ہے بھرپور، ہر پہلو سے زیادہ سے زیادہ اجر قیامت کے دن دیئے جاؤ گے فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ پس جو بھی آگ سے دور رکھا جائے گا وَ اُدْخِلَ الْجَنَّةَ اور جنت میں داخل کیا جائے گا فَقَدْ فَازَ پس یقیناً وہ کامیاب ہو گا وَ مَاالْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلاَّ مَتَاعُ الْغُرُوْرِ اور دنیا کی زندگی تو ایک دھوکے کا فائدہ اٹھانے کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔

یہ آیت کریمہ زندگی اور موت کا فلسفہ بیان فرما رہی ہے۔ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ میں ہر شخص جس کی جان ہے، ہر وجود جس کی جان ہے اس میں جانور بھی شامل ہیں اور انسان بھی شامل ہیں، جو بھی نفس رکھتا ہے اس نے بہر حال مرنا ہے اور جو جزاء دیئے جانے والے لوگ ہیں ان کو قیامت کے دن جزاء دی جائے گی یعنی بھرپور جزاء دی جائے گی۔ اس تعلق میں جو میں اقتباسات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پڑھ رہا ہوں اور پچھلے خطبے میں بھی ایک اقتباس جاری تھا جب وقت ختم ہو گیا اب میں دوبارہ پڑھ رہا ہوں، وہ یہ ہے۔

"دیکھو دواؤں کی طبیب شناخت کر لیتا ہے۔ بنفشہ، خیار شنبہ اور تربد میں اگر وہ صفات نہ پائے جائیں جو ایک بڑے تجربے کے بعد ان میں متحقق ہوئے ہیں تو طبیب ان کو ردی کی طرح پھینک دیتا ہے اسی طرح پر ایمان کے نشانات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کا بار بار اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے"۔ تو جس طرح ایک طبیب اس دنیا کی زندگی میں ان دواؤں کو جن کا بارہا تجربہ ہو چکا ہے جب اپنے اثر سے خالی دیکھتا ہے تو وہ ردی کی طرح اٹھا کے پھینک دیتا ہے تو ایمان کے بھی ایسے ہی نشانات ہیں جو دلوں میں ظاہر ہونے چاہئیں یعنی انسان کے اعمال میں ظاہر ہونے چاہئیں۔ اگر ایمان کا گھونٹ پیا ہو اور وہ اثر نہ دکھائے تو کیا خدا کو طبیب جتنا بھی علم نہیں ہو گا کہ وہ پہچان لے کہ یہ ایمان گندہ اور ناقص تھا۔ اس میں ایمان کی صفات ہی نہیں ہیں۔ پس دوائیں اپنی صفات سے پہچانی جاتی ہیں ناموں سے نہیں پہچانی جاتیں اور ایمان بھی اپنی صفات سے پہچانا جاتا ہے نام سے نہیں پہچانا جاتا۔ یہ مضمون ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرما رہے ہیں اور وہ حصہ عبارت کا جو پڑھنے سے رہ گیا تھا وہ آج میں پڑھ کے سناتا ہوں۔

"یہ سچی بات ہے کہ جب ایمان انسان کے اندر داخل ہو جاتا ہے تو اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کی عظمت یعنی جلال، تقدس، کبریائی، قدرت اور سب سے بڑھ کر لَااِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ کا حقیقی مفہوم داخل ہو جاتا ہے"۔ اب یہ سادہ سی عام بات دکھائی دیتی ہے جو ہر کسی کو معلوم ہونی چاہئے مگر ایمان سچا ہو تو اس کے ساتھ اللہ کی کبریائی داخل نہ ہو، یہ بالکل غلط اور بے معنی تصور ہے۔

اس ایک جملے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام، ہر قسم کے گناہوں پر جرأت کا فلسفہ بیان فرما دیا ہے اور ان کا علاج صرف ایک ہے، ایمان۔ اسی مضمون کو بعض اور تحریروں کی صورت میں میں نے آپ کے سامنے پیش کیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر تم دیکھ لو کہ اس سوراخ میں سانپ ہے، جانتے ہو کہ زہریلا ہے اور بل سے منہ نکال کر پھر تھوڑا سا پیچھے ہٹ جاتا ہے ناممکن ہے کہ تم اس میں انگلی ڈالو خواہ وہ سانپ بظاہر کیسا ہی خوبصورت کیوں نہ دکھائی دے۔ تو ایمان کی حقیقت انسان کے عمل سے ظاہر ہوتی ہے۔ اگر جانتا ہے کہ میرا عمل اللہ کو ناراض کرنے والا ہے اور اس کی پکڑ سے پھر مجھے کوئی بچا نہیں سکتا تو ناممکن ہے کہ وہ گناہ پر جرأت کرے۔

پس ایمان کے ساتھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت یعنی جلال، تقدس، کبریائی، قدرت اور سب سے بڑھ کر لا الہ الا اللہ کا حقیقی مفہوم انسان کے جسم میں داخل ہو جائے۔ یعنی اس میں خدا کے سوا باقی کوئی نہ رہے۔ سارے اسلام کا خلاصہ یہ ہے، سارے ایمان کا خلاصہ یہ ہے۔ تمام زندگی کے اونچ نیچ کیوں پیدا ہوتے ہیں اس کا خلاصہ اسی عبارت میں بیان فرما دیا گیا ہے۔ کبھی انسان خدا کے قریب تر ہوتا ہے تو سمجھتا ہے کہ میں اونچا ہو گیا ہوں، کبھی وہ خدا سے دُور ہٹتا ہے تو سمجھتا ہے کہ میں نیچا ہو گیا ہوں۔ یہ زیر و بم زندگی میں پیدا ہوتے رہتے ہیں اگر آپ اپنے نفس پر غور کر کے دیکھیں تو ہمیشہ ان کا تعلق ایمان کی وضاحت یا اس کے ابہام کے ساتھ ہو گا۔ جہاں ایمان، جیسا کہ کبھی کبھی تجربے میں آیا ہے، ایک دم کھل کے اپنی جلوہ نمائی کرے وہ وقت ہے جب انسان حقیقت میں سب سے اونچا ہوتا ہے اور بدی سے دور تر ہوتا ہے۔ اور جب انسان کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر لیتا ہے، ایمان رکھتے ہوئے بھی اس کے تقاضوں سے غافل ہو جاتا ہے تو وہ ایک اندھیرے کے سائے میں چلا جاتا ہے۔ اور وہاں سے گناہ کئی بھیس بدل کر اس پر حملہ آور ہوتے ہیں۔ پس اس پہلو سے حضرت اقدسؑ کی مزید نصائح میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں اور آپ ہی کے الفاظ میں ان نصائح کا لطف آتا ہے ورنہ اپنی زبان میں ترجمہ محض اس لئے کرتا ہوں کہ بہت سے ہمارے کم تعلیم یافتہ اَن پڑھ لوگ بھی ہیں ان کو اگر سمجھایا نہ جائے تو وہ عبارتیں ان کو سمجھ نہیں آ سکتیں۔

فرمایا، "یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کے اندر سکونت اختیار کرتا ہے"۔ ایمان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی سکونت پر منتج ہوتا ہے۔ آپ کو دنیا میں جس چیز پر ایمان ہی نہیں اس کا تصور آپ کے اندر سکونت پذیر نہیں ہو سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایمان کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو دور کا واہمہ ہو۔ اللہ پر سچا ایمان ہو تو اللہ آپ کی ذات میں سکونت پذیر ہو جاتا ہے۔ فرمایا اور شیطانی زندگی پر ایک موت وارد ہو جاتی ہے اور گناہ کی فطرت مر جاتی ہے۔ یہ ہے ایمان کی نشانی۔ پس اگر تربد کی نشانی ہے یا بنفشہ کی نشانی ہے یا اور چیزوں کی نشانی ہے تو ایمان کی بھی تو ایک نشانی ہونی چاہئے اور ایمان کی یہ اصل نشانی ہے۔ "گناہ کی فطرت مر جاتی ہے۔ اس وقت ایک نئی زندگی شروع ہوتی ہے اور وہ روحانی زندگی ہوتی ہے یا یہ کہو کہ آسمانی پیدائش کا پہلا دن وہ ہوتا ہے جب انسان دنیا میں از سرِ نو پیدا ہوتا ہے جب شیطانی زندگی پر موت وارد ہوتی اور روحانی زندگی کا تولّد ہوتا ہے جیسے بچہ کا تولّد ہوتا ہے"۔ بچے کا تولّد بھی انسانی زندگی میں ایک ایسا فعل ہے جو دوہرایا جاتا ہے۔ انسان کی روح سے ایک بچہ پیدا ہوتا ہے اور وہ ایمان کی برکت سے پیدا ہوتا ہے اگر ایمان نہ ہو تو انسانی زندگی میں وہ نیا بچہ پیدا نہ ہو گا۔ اب حضرت اقدسؑ کی اس عبارت کی تشریح کے بعد قرآن کریم کی اس آیت کی طرف میں واپس لوٹتا ہوں جس کی میں نے تلاوت کی تھی۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ہر شخص نے ضرور موت کا مزہ چکھنا ہے۔ یہاں ظاہری موت کی بات نہیں ہو رہی بلکہ ایک قسم کی موت کی بات ہو رہی ہے۔ ہر شخص یا شیطان کے ہاتھوں ہلاک ہو گا یا اللہ کی خاطر خود اپنے آپ کو قربان کر دے گا۔ یہ دو ہی امکانی موتیں ہیں جو روحانی زندگی میں رونما ہوا کرتی ہیں۔ پس کُل

نفس ذَائقۃُ الموت کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص اس دنیا میں یا تو ضرور ہلاک ہو جائے گا اور شیطان کے ہاتھوں مارا جائے گا یا اللہ کی خاطر جیسے ابراہیم نے اپنے بچے کو پیش کر دیا تھا اور اس سے پہلے اپنے نفس پر چھری پھیری تھی اسی طرح وہ ابراہیم کی طرح اپنے نفس پر ایک موت وارد کرلے گا۔ یہ مقدر ہے اس عمل سے کوئی شخص مستثنیٰ نہیں ہے۔

وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَکُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اس میں یہ خوشخبری ہے کہ قیامت کے دن تمہیں بھرپور اجر دیا جائے گا لیکن اس دنیا میں نئی زندگی کی صورت میں اجر دیا جا چکا ہوتا ہے۔ اگر وہ نہ ہو تو قیامت کے دن بھرپور اجر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پس اس نئی پیدائش کے بعد اگر وہ شیطانی پیدائش ہے یعنی شیطانی موت کے نتیجے میں ایک بظاہر زندگی ملتی ہے تو اس کا بھی بھرپور اجر قیامت کے دن دیا جائے گا۔ اور اگر روحانی موت تھی خدا کی خاطر اور روحانی زندگی تھی جو اس موت کے بعد لازماً عطا ہونی تھی تو اس کا بھی بھرپور اجر قیامت کے دن دیا جائے گا۔

اور پہچان یہ ہوگی فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّۃَ فَقَدْ فَازَ اس وقت جو آگ سے دور کیا جائے گا آگ سے بہت دور رکھا جائے گا اور جنت میں داخل کیا جائے گا وہی ہے جو کامیاب ہوگا۔ اور فَقَدْ فَازَ کا مطلب ہے یقیناً کامیاب ہوگا اس کی کامیابی میں کسی شک کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ یہ فرمانے کے بعد یہ تنبیہ ہے وَمَا الْحَیٰوۃُ الدُّنْیَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ دھوکے کی زندگی، دھوکے کی منفعتیں ہیں جن میں تم مبتلا ہو جاتے ہو اور اس دنیا میں اس دھوکے کے فوائد کے سوا، جو فوائد دکھائی دیتے ہیں مگر دھوکہ ہوتے ہیں، ان کے سوا اس زندگی کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے۔ پس اس آیت کی تشریح تھی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرما رہے تھے۔ اور اس آیت کے ساتھ اس مضمون کا ایک گہرا، نہ ٹوٹنے والا تعلق ہے۔

اب یہ ساری باتیں تو بہت پیاری باتیں ہیں، بہت دل چاہتا ہے انسان کا کہ میں ان لوگوں میں شمار ہو جاؤں جنہیں اس دنیا میں ہی نئی زندگی مل جائے اور قیامت کے دن آگ سے دور کیا جاؤں لیکن آگ سے دور کیا جانا بھی ایک ایمان کو چاہتا ہے۔ جس کو آگ پر ایمان نہیں وہ آگ سے دور نہیں کیا جائیگا۔ جس کو یقین نہیں ہے کہ جس آگ کا اللہ تعالیٰ ذکر فرماتا ہے وہ ضرور بھڑکائی جائے گی اور جس کو آگ کی گرمی اور تمازت کا تجربہ نہیں اور تجربہ ہے تو غافل آنکھوں سے وہ اس آگ کو دیکھتا ہے اور غافل دل سے اس کو محسوس کرتا ہے ایسا شخص قیامت کے دن آگ کو دیکھے گا اور وہ جس طرح اُدْخِلَ الْجَنَّۃَ ہے، اُدْخِلَ النَّارَ وہ آگ میں ڈالا جائے گا۔ اس لئے یہ ایمان بھی تو ضروری ہے کہ جیسے جنت حق ہے ویسے جہنم بھی ایک حق ہے اور جس کو یہ یقین ہو جائے کہ قرآن کریم کی یہ باتیں سچی ہیں وہ لازماً آگ سے دور ہٹنا شروع ہو جائے گا اور اس کی باقی زندگی آگ سے دوری کا ایک سفر ہوگی۔ ہر عمل جو اس سے ظاہر ہوتا ہے اس پر غور کرکے دیکھے گا کہ یہ عمل کہیں آگ کے قریب تو نہیں کر رہا۔ اور اگر وہ سوچے اور بیدار رہے اور جان لے کہ واقعۃً یہ عمل، آگ کے قریب کر رہا ہے تو دنیا کی آگ کے قریب ہونے کے اپنے تجربے کو ذہن نشین کرکے دیکھ سکتا ہے کہ آگ ہے کس غضب کا نام، کس بلاء کو آگ کہتے ہیں۔ اور وہ آگ جو قیامت کے دن بھڑکائی جائے گی وہ اس سے بہت زیادہ شدید ہے جو اس دنیا کی آگ ہے اور اس آگ کا تجربہ ہم رکھتے ہیں اگرچہ غفلت کی حالت میں وہ تجربہ کرتے ہیں۔ ان امور کو یاد رکھنے کا طریقہ کیا ہے ان امور سے جو بیان ہوئے ہیں فائدہ اٹھانے کا طریقہ کیا ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نزدیک خدا کے خوف کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ جو انسان خدا کو غالب اور قادر سمجھے وہ اس سے ڈرتے ڈرتے زندگی بسر کرے گا۔

فرمایا "اللہ تعالیٰ متقی کو پیار کرتا ہے خدا تعالیٰ کی عظمت کو یاد کرکے سب ترساں رہو اور یاد رکھو کہ سب اللہ کے بندے ہیں"۔ دیکھیں یہ باتیں کتنی سادہ، کتنی پیاری، کتنی روزمرہ کے تجربے کی باتیں ہیں اور ایسی حقیقتیں ہیں جن کے دل میں جگہ پکڑنے کے لئے دلائل کی ضرورت نہیں ہے۔ "خدا تعالیٰ کی عظمت کو یاد کرکے سب ترساں رہو اور یاد رکھو کہ سب اللہ کے بندے ہیں"۔ تمہاری بیویاں، تمہارے بھائی، تمہاری بہنیں، تمہاری بیٹیاں یا بیویوں کے خاوند اور سب رشتے دار اور وہ جو رشتے دار نہیں بھی ہیں تمام انسان سب کے سب اللہ کے بندے ہیں۔ یہ احساس ہے جو دل میں جاگزیں ہونا ضروری ہے اور اس احساس کو اللہ کے خوف میں تبدیل کردو۔ "خدا تعالیٰ کی عظمت کو یاد کرکے سب ترساں رہو" اللہ کی عظمت کے نتیجے میں دیکھو کہ ان سب پر تمہاری کیا فضیلت ہے۔ جو کچھ تھوڑی سی برتری کسی کو کسی اور پہ نصیب ہوئی ہے وہ سوائے اللہ کے فضل کے اور اس کی عظمت کے ممکن ہی نہیں تھا کہ اس کو نصیب ہوتی۔ تو انسان اپنی خوبیوں سے ایک طرح سے تہی دست ہو جاتا ہے، انسان اپنی مملکتوں سے ایک طرح سے تہی دست ہو جاتا ہے اس کی بڑائیاں، دنیا میں اچھے گھر میں پیدا ہونا یا اس کا کسی غریب کے گھر میں پیدا ہو جانا یہ چیزیں اس کے دل میں بنی نوع انسان میں تفریق نہیں کرتیں کیونکہ توحید تفریق ہونے نہیں دیتی۔ اور خدا کی عظمت کا یہ معنی ہے کہ جب اس کی عظمت دل پر راج دہانی شروع کردے تو ہر دوسرا انسان اسی راج دہانی کے اندر ایک وجود دکھائی دیتا ہے اور اس پر کسی برتری کے احساس کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ برتری اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے اور انسان اسے خدا تعالیٰ کی رضا کے دائرے میں استعمال فرمائے تو اس کا کوئی گناہ نہیں لیکن یہ برتری تکبر یا نخوت کا رنگ اختیار کرلے تو جس حد تک وہ تکبر اور نخوت کا رنگ اختیار کرتی ہے اسی حد تک خدا کی عظمت اس سے اٹھ جاتی ہے اس حد تک اس کے دل پر وہ سایہ نہیں کرتی۔

"یاد رکھو سب اللہ کے بندے ہیں کسی پر ظلم نہ کرو"۔ اب ظلم کرنے کا خیال یا واہمہ انسان کے دل میں اس وقت پیدا ہو سکتا ہے جب عظمت نہ ہو یعنی اللہ کی عظمت نہ ہو۔ اللہ سر پر کھڑا ہو اور اس کی عظمت جلوہ گر ہو تو ہو کیسے سکتا ہے کہ اس کے کسی بندے پر کوئی انسان ظلم کا سوچ بھی۔ "نہ تیزی کرو، نہ کسی کو حقارت سے دیکھو" اب ظلم کے بعد جو تیزی ہے یہ بہت اہم لفظ ہے جو یاد رکھنے کے لائق ہے۔ ظلم اور تیزی ایک دوسرے سے اٹوٹ تعلق رکھتے ہیں۔ ظلم کا خیال اگر آجائے اور انسان اس کو مٹادے تو وہ ظلم نہیں لیکن ظلم کے ساتھ جب طبیعت کی تیزی داخل ہو جائے۔ ادھر غصہ آیا اور ادھر غصے کا کوئی بدنتیجہ کسی دوسرے انسان پر ظاہر کر دیا جائے یہ تیزی ہے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام الفاظ کے اختیار میں بہت باریک نظر رکھتے ہیں اور بڑے حلم کے ساتھ الفاظ کو ایک دوسرے کے بعد سجاتے ہیں "کسی پر ظلم نہ کرو، نہ تیزی کرو"۔ اب کسی عام آدمی کے دماغ میں یہ خیال آ ہی نہیں سکتا۔ یہ صاحب عرفان وجود کا کلام ہے۔ اور اب آپ تیزی کو ظلموں کے ساتھ ملا کر دیکھیں تو آپ کو تمام دنیا میں فسادات کا فلسفہ سمجھ آجائے گا۔ ہر فساد، ہر ظلم تیزی کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ اگر انسان رک جائے اور فوری اثر نہ دکھائے اور اپنی تیزی کو کند کردے یعنی اپنے حلم کے ساتھ یا خدا خوفی کے ساتھ تو دنیا فساد سے خالی ہو جائے گی۔ ساری دنیا میں تیزیاں ہیں جو دکھائی دے رہی ہیں۔ نہ کسی کو حقارت سے دیکھو۔ اگر اللہ کے بندے ہیں اور تم نے پہچان لئے ہیں کہ اللہ کے بندے ہیں تو جو بھی دین ہے وہ اللہ کی دین ہے۔ اگر اس نے چھوٹا پیدا کیا تو تمہارا کوئی حق نہیں کہ ایسے بندے کو حقارت سے دیکھو۔ ایسے بندے کو رحم سے دیکھنا چاہئے اور خدا کا خوف کرتے ہوئے کوشش کرنی چاہئے کہ جو ظاہری بڑائی تمہیں ملی ہے اس میں سے کچھ نہ کچھ تم اس حقیر بظاہر حقیر بندے کی طرف منتقل کردو۔

"دیکھو جماعت میں اگر ایک آدمی گندہ ہوتا ہے تو وہ سب کو گندہ کر دیتا ہے"۔ یہ ایک ایسا تجربہ ہے جو ہم نے بارہا دیکھا ہے۔ اچھے بھلے لوگوں میں، نیک جماعت کے اندر اگر کوئی گندی مچھلی مل جائے تو جیسے کہ وہ سارے تالاب کو گندہ کر دیتی ہے ان لوگوں میں آہستہ آہستہ گندگی پیدا ہونی شروع ہو جاتی ہے۔ جب تک وہ اس کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے ہیں اس کو اپنی مجالس میں شریک کرتے ہیں اس وقت تک وہ لازماً گندے ہوتے چلے جاتے ہیں۔

اس کا گہرا فلسفہ یہ ہے کہ ایسا شخص جو گند بکتا ہے یا گندی زندگی گزار رہا ہے کوئی شخص جو اللہ کی عظمت اپنے دل میں رکھتا ہو اس کے قریب ہی نہیں جائے گا، کبھی اس کو اپنی مجالس میں نہیں بیٹھنے دے گا، کبھی اُن کی مجالس میں اس کی دعوت نہیں کرے گا، کبھی دعوتوں میں شریک ہوگا تو اس کے قریب نہیں پھٹکے گا۔ کوشش کرے گا کہ اچھے لوگوں کے ساتھ ایک طرف ہو جائے اور اس کے باوجود اس میں تکبر نہیں ہوتا، اس میں احتیاط ہوتی ہے۔ اب کوئی شخص کہے کہ سانپ کو بل میں گھستے ہوئے دیکھا اور دور بھاگ گئے۔ بڑے متکبر ہو جو اس طرح سانپ بے چارے سے سلوک کر رہے ہو۔ احمق ہے جو اس ہلاکت سے بچنے کو تکبر سمجھتا ہے۔ ہلاکت سے بچنے کے انتظام کرنے کو تکبر نہیں کہا جاتا۔ یہ وہ احتیاطیں ہیں جو لازم ہیں۔ یہ وہ احتیاطیں ہیں جن کا قرآن کریم میں واضح ذکر موجود ہے کہ جب کوئی مجلس بیہودہ سرائی کر رہی ہو اور خدا اور خدا والوں کے متعلق تحقیر کے کلمات استعمال کر رہی ہو، اگر تم سچے ایمان والے ہو تو لازم ہے کہ فوراً اٹھ کر اس مجلس سے الگ ہو جاؤ، اس کو تکبر نہیں کہا جاتا۔ لیکن اگر وہ لوگ صاف ستھری باتیں کریں تو مستقلاً ان سے الگ نہیں ہونا۔ جب وہ اچھی باتیں کر رہے ہوں تو ان کی باتوں کو دیکھو پھر بے شک ان سے تعلق رکھو لیکن اگر دوبارہ پھر وہ ایسا عمل کریں تو پھر اپنے آپ کو ہلاکت سے بچانے کے لئے یہ تمہارا فرض ہے کہ ان سے قطع تعلق کرلو۔

ارشاد نبوی ﷺ

خَیْرُ الزَّادِ التَّقْوٰی

سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے

منجانب

رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبان دعا:-

آٹو ٹریڈرز

AUTO TRADERS

16 بینٹنک لین کلکتہ 700001

دکان 248-1652, 248-5222

رہائش 243-0794, 27-0471

یہ قرآنی مضمون ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہاں بیان فرمار ہے ہیں۔ کسی کو حقارت سے مت دیکھو اسکے باوجود جو گندے لوگ ہیں ان سے کنارہ کشی کرو کیونکہ وہ تمہیں بھی اور تمہاری سوسائٹی کو گندہ کر دیں گے۔ بہت سے ایسے خاندانوں کی مثالیں ساری دنیا میں ملتی ہیں کہ ایک لڑکے یا لڑکی نے نظام جماعت کی بے حرمتی کی ہے اور گندی مجلس والے لوگ ہیں اور مائیں یا باپ ان کو بلا کر پیار سے اپنے گھر میں جگہ دیتے ہیں۔ وہ اپنی باقی اولاد پر سخت ظلم کرنے والے ہیں۔ ان سے علیحدگی کی وجہ یہ نہیں ہے کہ آپ کو ان سے محبت کا رشتہ نہیں رہا۔ علیحدگی کی وجہ یہ ہے کہ جو اولاد گھر میں موجود ہے یا آپ خود میاں بیوی بھی اپنے نفس کا حق تو ادا کریں۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ کسی ایسے شخص سے محبت کا تعلق اس طرح رکھا جائے کہ اس کا زہر آپ کے اندر داخل ہو جائے۔

بعض لوگ کتوں سے بھی پیار کرتے ہیں مگر بچ کر رہتے ہیں کہ ان کا زہر آپ کے اوپر نہ اگلا جائے، ان کے دانت آپ کو زخمی نہ کر دیں۔ پس یہاں یہ معاملہ ہے جو احتیاط کا معاملہ ہے اور لوگ سمجھتے نہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ آہستہ آہستہ ایسے لوگوں کے اثر سے سارا خاندان گندہ ہو جاتا ہے اور رفتہ رفتہ وہ جماعت سے کٹ کے الگ ہو جاتا ہے۔ کا ٹا نہ بھی جائے تو خود کٹ جاتا ہے۔ ایسی بہت سی مثالیں ہمارے سامنے ہیں یہاں بھی ہیں، امریکہ میں بھی ہیں، پاکستان میں جگہ جگہ ایسے واقعات ہوتے رہتے ہیں اور رفتہ رفتہ میں نے ہمیشہ ان خاندانوں کو زندگی کے سر چشمہ سے کٹ کر موت کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھا ہے جو شیطانی موت ہے اور اس کے بعد پھر کوئی روحانی زندگی نہیں۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان اقتباسات کو گہری نظر سے دیکھیں گے اور غور سے سنیں گے اور دلنشیں کریں گے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بہتر نصیحت کرنے والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد کبھی پیدا نہیں ہوا۔ ایک ذرہ بھی اس میں شک نہیں ہے۔ چند کلمات ایسے ہیں جیسے کیمیاگر ہو کوئی، وہ مٹی سے سونا بنا دے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمات کو غور سے دیکھیں اور ان کلمات میں سب سے بڑی اہمیت تحریروں کو نہیں جتنی زبانی کلام کو ہے جو نصیحت کے طور پر آپ نے مجلس میں کیا یا باہر کیا۔ ان کو ملفوظات کے نام سے شائع کیا گیا ہے۔ اگر کسی نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچی، گہری شخصیت کو پہچاننا ہو تو مناظرے والی تحریروں سے الگ ملفوظات کو دیکھیں تو ملفوظات کی ایک ہی جلد ساری زندگی کو پاک صاف کرنے کے لئے کافی ہے بلکہ ملفوظات میں سے بعض سطریں ایسی ہیں جو ساری زندگی پر حاوی ہو سکتی ہیں۔ ایک انسان اس کو غور سے پڑھے اور ان کا گہری نظر سے اور محبت سے مطالعہ کرے۔

"اگر ایک آدمی گندہ ہوتا ہے تو وہ سب کو گندہ کر دیتا ہے۔ اگر حرارت کی طرف تمہاری طبیعت کا میلان ہو تو پھر اپنے دل کو ٹٹولو کہ یہ حرارت کس چشمہ سے نکلی ہے"۔ بہت پیاری نصیحت، بہت ہی گہری، ہر انسان جانتا ہے کہ کس کس معاملے میں اس میں گرمی پائی جاتی ہے اور وہ گرمی اللہ تعالیٰ کے معاملات سے تعلق رکھتی ہے۔ بعض لوگوں کی جو گرمی ہے اگر وہ غور کریں تو ان کو بتادے گی کہ یہ دنیاداری تھی خدا کی محبت نہیں تھی۔ پس دنیاداری کی گرمی بعض دفعہ اپنی اولاد کی نصیحت کی صورت میں بھی ظاہر ہوتی ہے، اولاد پر سختی کی صورت میں بھی ظاہر ہوتی ہے مگر اس وقت جب وہ دنیا سے دور ہٹ رہے ہوں یا دنیا کی کمائی سے پیچھے ہٹ رہے ہوں۔ جن لوگوں کے دل میں اس وقت سختی پیدا ہوتی ہے وہ گرمی ہے لیکن وہ اگر غور کر کے دیکھیں تو ان کو معلوم ہوگا کہ ان کی گرمی محض اللہ سے دوری کی وجہ سے تھی اور دنیا سے پیچھے ہٹنے کی وجہ سے تھی۔

پس فرمایا ٹھہرو اور غور کرو، اپنے دل کو ٹٹولو کہ یہ حرارت کس چشمے سے نکلی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی محبت کے چشمے سے نکلی ہے تو پھر یہ گرمی اور نمونے کی گرمی ہوگی اور یہ گرمی آگ سے بچانے والی گرمی ہے اور وہ دوسری گرمی آگ میں ڈالنے والی گرمی ہے۔ پس اس ایک فقرے پر ہی آپ غور کریں اور دل کو ہر ایسے موقعہ پر ٹٹولیں۔ جب آپ کے اندر گرمی پیدا ہوتی ہے تو بسا اوقات آپ کو معلوم ہوگا کہ آپ کو اپنے نفس کے کچلے جانے سے غصہ آیا ہے یعنی وضاحت کو چھوڑ کر دوسرے معاملات کی بات اب میں کر رہا ہوں۔ کسی بات میں گرمی پیدا ہوتی ہے اس گرمی کا تعلق لازماً اپنے نفس کے کچلے جانے سے ہوتا ہے جو خدا کی نظر میں مغضوب گرمی ہے جو خدا کو غضب دلانے والی گرمی ہے اس کا اللہ کی خاطر، اللہ کی رضا سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ پس 'اپنے دل کو ٹٹولو' میں جو نصیحت ہے وہ ایسی عظیم نصیحت ہے کہ آپ اگر ٹٹولیں نہ تو آپ کو پتہ بھی نہیں لگ سکتا کہ دل کو ٹٹولنا ہوتا کیا ہے۔ جہاں گرمی پیدا ہو وہاں ٹٹولیں اور بعض دفعہ راکھ کے نیچے چنگارے اور کوئلے دکھائی دیتے ہیں۔ یعنی بظاہر ایک راکھ نے ان کو چھپایا ہوا ہے مگر آپ جب ٹٹولیں گے تو پتہ چلے گا کہ اندر دراصل شیطانی گرمی تھی جو ایک موقع پر سر اٹھا کر باہر نکلی ہے۔ چنانچہ فرمایا "یہ مقام بہت نازک ہے"۔ یہ نازک لفظ پر جو بات ختم کی ہے یہ اپنی ذات میں ایک الگ اہمیت رکھتی ہے۔ اگر تم سمجھتے ہو کہ نہ بھی ٹٹولوں تو کیا فرق پڑتا ہے، زندگی گزر رہی ہے۔ فرمایا یہ مقام نازک ہے۔ اگر تم نے غفلت کی تو یہ غفلت تمہیں آگ کا ایندھن بنا سکتی ہے۔ اور ہر وہ بات جو نازک ہو اس تعلق میں جس میں بیان کیا جا رہا ہے وہاں نازک سے مراد یہ ہے Critical جیسے انگریزی میں کہتے ہیں یعنی پاؤں لپٹا تو بعید نہیں کہ آپ جہنم میں جان پڑیں۔ اس لئے اس نصیحت کو پلے سے باندھ لو اور ہر ایسے موقعہ پر جبکہ تمہاری روح تمہیں تیزی دکھاتی محسوس ہو غور کرو کہ یہ تیزی کہاں سے آئی ہے، عقل اس کے بغیر نصیب ہو ہی نہیں سکتی۔ لوگوں کا خیال ہے کہ اس صفت کے بغیر حقیقت میں انسان عقل حاصل کر سکتا ہے۔ ساری دنیا خدا سے دوری کے نتیجے میں بے عقل ہے اور بظاہر بڑے بڑے عاقل موجود ہیں، بڑی بڑی عقل والی قومیں موجود ہیں لیکن جو فیصلے کے مواقع ہیں ان میں ہمیشہ وہ فیصلہ بظاہر اپنے حق میں کر رہے ہوتے ہیں لیکن خدا تعالیٰ کی ناراضگی مول لے کر جہنم کی راہ اختیار کر رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے مغربی قوموں کی ظاہری بڑائی سے ہرگز متاثر نہ ہوں۔ ان کی اچھی چیزیں ضرور سیکھیں۔ لیکن آج ساری دنیا کی قیادت بد نصیبی سے ایسے لوگوں کے ہاتھ میں ہے جن کو اپنے دل کی حرارت ٹٹول کر دیکھنے کا موقع ہی نصیب نہیں ہوتا، جن کا ہر اہم فیصلہ خدا کے تعلق سے عاری ہوا کرتا ہے۔ ان کے وہم و گمان میں بھی نہیں آتا کہ یہ فیصلہ آیا خدا کی رضا کو حاصل کرنے والا ہے یا خدا کے غضب کو حاصل کرنے والا ہے۔

یہ مضمون ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یوں بیان فرماتے ہیں: "یاد رکھو کہ عقل روح کی صفائی سے پیدا ہوتی ہے"۔ کتنے ہیں جو اس مضمون کو جانتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں عقل دماغ کی تیزی سے پیدا ہوتی ہے، شوخی سے پیدا ہوتی ہے، لمبے علم اور لمبے تجربے سے پیدا ہوتی ہے، یہ سب جھوٹ ہے۔ بڑے بڑے صاحب علم، بڑے بڑے صاحب دماغ، بڑے بڑے تعلیم یافتہ جب بھی فیصلہ کرتے ہیں وہ خدا کی رضا سے الگ ہو کر اسے بے ضرورت سمجھ کر فیصلہ کرتے ہیں۔ پس ان کی عقل کا روح کی صفائی سے کوئی تعلق نہیں اس لئے وہ عقل سے عاری ہیں۔ فرمایا: "یاد رکھو کہ عقل روح کی صفائی سے پیدا ہوتی ہے۔ جس قدر انسان روح کی صفائی کرتا ہے اسی قدر عقل میں تیزی پیدا ہوتی ہے۔ اور فرشتہ سامنے کھڑا ہو کر اس کی مدد کرتا ہے"۔

یہ بھی ایک بہت عظیم الشان مضمون ہے۔ **انسان جو روح کی صفائی کے نتیجے میں عقل حاصل کرتا ہے اس عقل کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ خدا کی خاطر اس فیصلے کو رد کر دے جو بظاہر دنیا میں اس کے حق میں ہونا چاہئے اور اس فیصلے کو خدا کی خاطر قبول کر لے جو ظاہر و باہر طور پر اس کے فوری مفاد کے خلاف ہو۔** اگر ایسا کرے اور واقعۃً خدا کی خاطر کرے تو محض یہ عقل نہیں ہے بلکہ عقل آخری نتیجے کے لحاظ سے عقل ہے۔ عقل کا نتیجہ یہ نکلنا چاہئے کہ آپ کو خدا تعالیٰ ٹھوکر سے بچائے اور آپ کے مفاد کے لئے غیب سے انتظام کرے۔ جس کو یہ عقل حاصل ہو جائے کہ ہر فعل میں اور ہر فیصلے میں فائدہ ہی فائدہ ہے اور کسی فیصلے میں کوئی نقصان نہیں ہے یہ وہ شخص ہے جس کو یہ یاد دہانی بھی کرائی جاتی ہے کہ قیامت کے دن تمہاری ہر قربانی پر نظر رکھی جائے گی۔ یہ عارضی دنیا گزر گئی تو تمہارا کوئی بھی نیک اقدام ضائع نہیں کیا جائے گا۔

لیکن اس کے علاوہ ایک اور خدا کا سلوک ہوتا ہے جو غیر معمولی طور پر، خدا کو حاضر ناظر جان کر اپنی زندگی کے اہم فیصلے کرتے ہیں ان کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "اور فرشتہ سامنے کھڑا ہو کر ان کی مدد کرتا ہے"۔ یہ جو فرشتے ہیں، جو سامنے کھڑا ہو کر ان کی مدد کرتے ہیں یہ بھی صاحب تجربہ کو پتہ ہے کہ ایک معاملے میں جب کوئی سہارا نہیں رہتا اچانک ایک آدمی نمودار ہو جاتا ہے۔ ہوتا تو انسان ہے مگر وہ سامنے کھڑا ہو کر مدد کر رہا ہے اور آپ کو پتہ نہیں کہ کیوں کر رہا ہے۔ کیا وجہ ہو گئی۔ اور یہ واقعات بکثرت احمدیوں کے تجربے میں ہیں، یہ کوئی فرضی بات نہیں ہے۔ اگر آپ سمجھتے ہوں کہ فرشتہ واقعۃً متمثل ہو کر سامنے اترتا ہے تو یہ حقیقت آپ کے لئے ایک خواب بنی رہے گی اور آپ کہیں گے ہم بھلا کہاں ایسی طاقت رکھتے ہیں۔ ہم میں کہاں ایسی ولایت اور بڑائی آگئی کہ خدا کی خاطر کوئی فرشتہ اترے اور سامنے کھڑے ہو کر مدد کرے۔ لیکن میری ساری زندگی کا تجربہ ہے اور ہزاروں احمدی ہیں جنہوں نے اپنے تجربوں سے مجھے مطلع کیا ہے کہ ایسے وقت میں جبکہ ایک بات بالکل ناممکن دکھائی دیتی تھی ایک آدمی

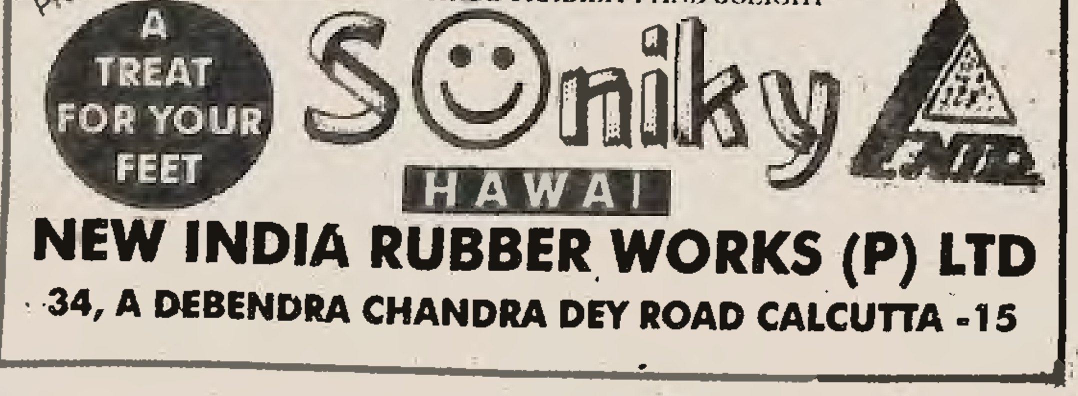

ظاہر ہوا ہے اور وہ مدد کر رہا ہے اور کچھ پتہ نہیں کہ کیوں مدد کر رہا ہے۔ وہ غیب سے آتا ہے اور ایسے آدمیوں کا نام اللہ تعالیٰ نے وہ فرشتہ رکھا ہے جس کو مدد کے لئے فرمان ملتا ہے یعنی اس کو پتہ بھی نہیں کہ یہ فرمان ہو رہا ہے لیکن مدد کے لئے اس کو استعمال کیا جاتا ہے۔ اور ہر ایسا شخص جو ناممکن حالت میں کسی کو اپنی مدد کرتے ہوئے دیکھے تو اس کو یقین کر لینا چاہئے کہ فرشتوں کی مدد اس طرح آیا کرتی ہے۔

"مگر فاسقانہ زندگی والے کے دماغ میں روشنی نہیں آسکتی"۔ جو شخص بھی گندی زندگی بسر کرتا ہے خدا سے دوری کی زندگی بسر کرتا ہے اس کے دماغ کو آپ روشن نہیں دیکھیں گے۔ "تقویٰ اختیار کرو کہ خدا تمہارے ساتھ ہو"۔ چند الفاظ ہیں کتنے وزنی ہیں کس طرح دل پر حاوی ہو جاتے ہیں "تقویٰ اختیار کرو کہ خدا تمہارے ساتھ ہو۔ صادق کے ساتھ رہو کہ تقویٰ کی حقیقت تم پر کھلے"۔ یہ دوسرا پہلو جو ہے یہ بھی بہت ہی کار آمد اور روزمرہ کی زندگی پر اثر انداز ہونے والا پہلو ہے۔ صحبت صالحین کا فلسفہ آپ نے بیان فرمایا، "تقویٰ اختیار کرو کہ خدا تمہارے ساتھ ہو"۔ اگر خدا تمہارے ساتھ ہو گا تو تمہیں بھی اپنی عادت میں ایسی تبدیلی پیدا کرنی ہوگی کہ تم صادق کے ساتھ رہو۔ اور "خدا تمہارے ساتھ ہو" کی پہچان بیان فرمادی۔ کوئی انسان کہہ سکتا ہے اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ کبھی مشکل میں عام آدمیوں کی بھی مدد ہو جایا کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ مدد فرمادیتا ہے، مشرکین کی بھی مدد فرمادیتا ہے۔ اس سے کسی کو یہ دھوکہ نہ ہو کہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔ جب خدا ساتھ ہو تو ہر معاملے میں، زندگی کے ہر موڑ پر خدا ساتھ ہوتا ہے۔ اور اس کی ظاہری پہچان دیکھیں کتنی پیاری بیان فرمائی۔ صادق کے ساتھ رہو۔ اگر تمہارے ساتھ خدا ہے تمہیں وہم ہے ایک، یا خیال ہے یا یقین ہے تو پھر تم بھی خدا کے ساتھ رہو اور جو خدا کے ساتھ رہنے والے لوگ ہیں ان کے اندر صدق کی نشانیاں پائی جاتی ہیں، طبعاً تم ان کے ساتھ رہو گے۔ تو ایک نصیحت اور اس نصیحت کا جواب اور اس نصیحت کو پہچاننے کی علامتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام ساتھ ساتھ بیان فرما رہے ہیں۔ ایک ہی عبارت ہے جو ساری زندگی پہ حاوی ہو سکتی ہے اور اگر آپ تیزی سے پڑھ جائیں تو آپ کو پتہ بھی نہیں لگے گا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیا فرما گئے ہیں۔ اگر یقین ہو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا کوئی کلمہ بھی قرآن اور حدیث اور اپنے روحانی تجربے سے الگ نہیں ہے اور ہر فقرہ پہلے فقرے سے ایک تعلق رکھتا ہے۔ اگر یہ یقین نہ ہو تو آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی عبارتوں کی کوئی سمجھ نہیں آئے گی۔ پس اب یہ دیکھیں تقویٰ اختیار کرو کہ خدا تمہارے ساتھ ہو تو اتنا اعلیٰ تقویٰ کا پھل ہے جو بیان فرمایا گیا، ساتھ ہی ہمارے سامنے رکھا گیا صادق کے ساتھ رہو۔ اگر چاہتے ہو خدا تمہارے ساتھ ہو تو جو خدا کے ساتھ ہیں ان کے ساتھ رہو اور خدا جن کے ساتھ ہے ان کے ساتھ رہو۔

"کہ تقویٰ کی حقیقت تم پر کھلے" جب خدا کے سچے لوگوں کے سلوک کو قریب سے دیکھو گے تو وہ وقت ہے جب تقویٰ کی حقیقت تم پر کھلے گی۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ جماعت کو نصیحت فرماتے رہے۔ وہ لوگ جو دور سے بیعت کا خط لکھ دیا کرتے تھے اور بظاہر مومنین میں داخل ہو جاتے تھے آپ فرماتے ہیں کہ تمہارا فرض ہے کہ یہاں آؤ اور میرے پاس کچھ عرصہ ٹھہرو۔ اتنا اصرار تھا اس بات پر کہ اس زمانے کے حالات کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ ایسا بوجھ کیسے اٹھاتے تھے۔ دور دراز سے یا قریب سے جس نے بھی بیعت کا لکھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ محسوس کیا کہ اس کی تربیت کی ضرورت ہے تو آپ نے محض نصیحت کو کافی نہیں جانا بلکہ فرمایا آؤ اور میرے پاس رہو اور اس پاس رہنے کے نتیجے میں آپ کو کامل یقین تھا اور اس کا عبارتوں میں کھلم کھلا اظہار کیا کہ ہو نہیں سکتا کہ تم میرے ساتھ رہو اور خدا کا میرے ساتھ ہونا تمہیں دکھائی نہ دے۔ تم لازماً اللہ تعالیٰ کو میرے ساتھ دیکھ لو گے۔

یہ وہ مرکزی نصیحت ہے جو دراصل صحبت صالحین سے تعلق رکھتی ہے۔ مگر جب انبیاء کی صحبت نصیب ہو جائے تو بڑی شان سے اس حقیقت کو آپ جلوہ گر دیکھیں گے کہ اگر آپ واقعۃً خدا کے ساتھ ہونے کی وجہ سے یا خدا کے قریب ہونے کی خاطر، خدا کے کسی پاک بندے کے قریب ہوئے تو اللہ آپ کو وہاں دکھائی دے گا۔ صبح شام ہر فعل میں خدا ان کے ساتھ دکھائی دے گا۔ چنانچہ بہت سے صحابہ نے اپنے تجربے کو بڑی تفصیل سے لکھا ہے کس طرح ہم پہلے دُور سے ایمان لانے والے تھے جب قریب آئے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ رہے تو اس پاس رہنے سے زندگی کی کیسی کایا پلٹ دی۔ بیان کرتے ہیں کہ کوئی لمحہ ایسا نہیں گزرتا تھا جب ہم خدا کے فضلوں کی بارش حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نہیں دیکھتے تھے۔

تو فرمایا، "صادق کے ساتھ رہو کہ تقویٰ کی حقیقت تم پر کھلے اور تمہیں توفیق ملے"۔ اس کے ساتھ ہی تقویٰ کی توفیق بھی ملتی ہے۔ جو اچھے لوگوں کے ساتھ زندگی بسر کرتے ہیں ان کی نیکی کی توفیق بڑھ جایا کرتی ہے اور جن کو انبیاء کی صحبت نصیب ہو جائے ان کی نیکی کی توفیق تو اس طرح چھلانگیں لگاتی ہوئی آگے بڑھتی ہے کہ صحابہ میں، جنہوں نے بھی صحابہ کو دیکھا ہے، ان کو وہ رنگ دکھائی دے جائیں گے۔ صحابہ اور غیر صحابہ میں بہت فرق ہے۔ اور جنہوں نے صحابہ کے رنگ اختیار کر لئے روحانی صحبت کے لحاظ سے ان میں اور عام انسانوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ پس فرمایا، "یہ حقیقت تمہیں معلوم ہونی چاہئے یہی ہمارا منشاء ہے اور اسی کو ہم دنیا میں قائم کرنا چاہتے ہیں"۔

پس اس پاک تبدیلی کے ساتھ پاک لوگوں کے گروہ بنائیں اور نیک لوگ مل کر بیٹھیں، نیک لوگ مل کر ایک دوسرے میں خدا کے آثار تلاش کریں۔ لیکن ان دعاگو پارٹیوں کی طرح نہ ہو جائیں جو ربوہ میں بھی ایک زمانے میں ہوا کرتی تھیں اور کئی اور جگہ بھی ملتی تھیں۔ کچھ لوگ بظاہر صوفیت کا لبادہ اوڑھ کر وہ چند لوگوں کو بزرگ قرار دیتے تھے، وہ ان کو بزرگ قرار دیتے ہیں، ان کا ایک جتھہ سا بن جاتا ہے اور وہ اکٹھے پھرتے ہیں، سیروں پہ بھی نکلتے ہیں اور شام کو بھی اکٹھے ہوتے ہیں، گھروں میں بھی اکٹھے ہوتے ہیں، مل کر دعائیں کرتے ہیں کہ دیکھو یہ نیکی ہے۔ یہ نیکی نہیں ہے۔ یہ نیکی کی حقیقت سے ناآشنائی ہے۔ **نیکی سیکھنی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے طریق سے سیکھیں اور آپ کی سنت کو اس زمانے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ذات میں جو دکھایا ہے اس کو قریب سے دیکھیں۔** اگر وہ زمانہ یعنی آنحضرت کا زمانہ دور سے دکھائی دیتا ہے تو اس قریب کے زمانے میں مسیح موعودؑ کو دیکھنے سے وہ بالکل قریب آجائے گا اور اس طرح آخرین کو اولین سے ملایا جائے گا۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ طریق نہیں تھا کہ چند آدمیوں کی ٹولی بنائی ہوئی ہے۔ بدوں کو بلایا کرتے تھے کہ آپ کی صحبت میں بیٹھیں اور آپ کی صحبت سے رنگ پکڑیں۔ اور بہت سے خام تھے جو اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے آگئے اور جب قریب پہنچے تو پھر خام نہ رہے، ان کے اندر حیرت انگیز پاکیزہ تبدیلیاں پیدا ہوئیں۔ آج بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ صحبت زندہ ہے خدا کے بعض نیک بندوں میں، جنہوں نے اپنے آپ کو دین کے کاموں میں جھونک دیا ہے اور کوئی دکھاوا نہیں، کوئی اپنی بڑائی کا احساس نہیں ہے۔ عام سادہ لوح بندے ہیں جن کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ کوئی ان کو نیک سمجھتا ہے کہ نہیں۔ ان کو ایک دھن لگ گئی ہے کہ وہ خود نیک کام کریں اور دین کی خدمت جیسے بھی ہو سکے وہ بجا لائیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو آج حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا پھل ہیں۔ پس ان لوگوں سے تعلق بڑھاؤ اور اس طرح تعلق نہ بڑھاؤ کہ پارٹی بن کے الگ ہو جاؤ بلکہ اس طرح تعلق بڑھاؤ کہ اس تعلق کا دائرہ کمزوروں پر بھی پھیلے اور وہ بھی آپ کی صحبت کے رنگ سے رنگین ہونے لگیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں یہی ہمارا منشاء ہے اور اسی کو ہم دنیا میں قائم کرنا چاہتے ہیں۔

ایک دوسری تحریر جس کا عنوان ہے "جماعت احمدیہ کے لئے سب سے ضروری امر" حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں، "ہماری جماعت کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کریں کیونکہ ان کو تازہ معرفت ملتی ہے"۔ اب یہ وہ نکتہ ہے جس کو آپ کو سمجھنا چاہئے۔ آپ کو ہمیشہ تازہ معرفت ملتی ہے۔ کونسی دنیا میں ایسی جماعت ہے جس کو ہمیشہ تازہ معرفت ملتی ہو۔ آپ کے سامنے ہمارے رسائل بھی، ہماری ایم ٹی اے بھی، ہمارے دوسرے ذرائع اور مقررین اور واعظین سارے آپ کو تازہ معرفت عطا کرتے ہیں اور جب بھی آپ استفادے کی خاطر نیک دلی سے ان کے پاس بیٹھیں گے یا ان سے فائدہ اٹھانے کی خاطر آپ اپنے دل کے دروازے کھولیں گے تو یاد رکھیں آپ وہ جماعت ہیں جن کو روزانہ تازہ معرفت ملتی ہے۔ اور تازہ معرفت میں ایک اور بڑا دلچسپ مضمون ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پاک بندوں کو یعنی اس جماعت کو نئے نئے نکات ہمیشہ سمجھاتا رہتا ہے۔

پس تازہ معرفت کے دونوں پہلو ہیں۔ ایک وہ معرفت جو دیکھنے والے اور سننے والے کے لئے تازہ ہی ہوتی ہے چنانچہ بسا اوقات لوگ لکھتے ہیں کہ ان نکات کو سنا ہوا تھا لیکن پوری سمجھ نہیں آئی تھی حالانکہ ہمیشہ سے اسی طرح موجود تھا قرآن میں، لیکن اب یوں لگا ہے جیسے تازہ معرفت ملی ہے۔ پس بعض دفعہ تو تازہ معرفت ایک چیز کی تازہ پہچان سے تعلق رکھتی ہے اور بعض دفعہ نشان کے طور پر آسمان سے اترتی ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس دوسری معرفت کا ذکر بھی تازہ معرفت کے الفاظ میں فرمایا ہے۔ اگر ایک شخص اللہ سے تعلق رکھتا ہے تو لازم ہے کہ اس کے اوپر تازہ معرفت اترے اور لازم ہے کہ اگر وہ خود تازہ معرفت اترتی ہوئی محسوس نہیں کرتا تو خدا کے ایسے بندوں کے قریب ہو جن پر وہ تازہ معرفت اترتی دیکھے گا، جان لے گا کہ یہ عرفان اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کئے بغیر ممکن ہی نہیں ہے کہ کسی کے دل پر نازل ہو۔

پس فرماتے ہیں، "سب سے زیادہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کریں کیونکہ ان کو تازہ معرفت بھی ملتی ہے۔ اور اگر معرفت کا دعویٰ کر کے کوئی اس پر نہ چلے تو یہ نری لاف گزاف ہی ہے"۔ ساتھ ہی تازہ معرفت کے ساتھ اس عمل کی طرف بھی اشارہ فرما دیا جو معرفت کی پہچان کے لئے ضروری ہے۔ ایک آدمی کہہ سکتا ہے مجھ پر بڑی تازہ معرفتیں اتر رہی ہیں اور کئی ایسے لوگ بے چارے پھر آخر پاگل ہی ہو جایا کرتے ہیں۔ جن پہ تازہ معرفت اترتی ہے ان کے اندر پاک تبدیلیاں بھی تو ہوتی ہیں۔ ان کی بدیاں

جھڑتی ہیں، ان کے اندر تازہ معرفت کے نتیجے میں نئے نئے اعلیٰ اخلاق پیدا ہوتے ہیں۔ پہلے وہ غفلت کی حالت میں بعض برائیوں کو پہچان نہیں سکتے جب تازہ معرفت اترتی ہے تو ان کی آنکھیں ان برائیوں کو دیکھنے لگ جاتی ہیں اور یہ سفر ایسا ہے جو جاری سفر ہے۔ میں اس سے مستثنیٰ نہیں ہوں۔ آپ میں سے کوئی بھی اس سے مستثنیٰ نہیں ہے۔

ہمیشہ انبیاء بھی جب تازہ معرفت اترتی دیکھتے ہیں تو اپنے دل میں نیکی کا ایک نیا رنگ ابھرتا ہوا دیکھتے ہیں۔ پس یہ دائمی سفر ہے ادنیٰ آدمیوں میں تازہ معرفت ان کی برائیوں پر روشنی ڈالتی ہے اور انسان ان برائیوں کو پہچاننے لگتا ہے جو پہلے سے دل میں موجود تھیں اور خیال بھی نہیں ہو تا کہ دل میں موجود ہیں یا ہماری عادتوں میں موجود ہیں یا ہمارے کہنے میں موجود ہیں لیکن موجود ہوتی ہیں اور انبیاء کی تازہ معرفت ان کی خوبیوں میں ترقی کرنے کا موجب بن جاتی ہے۔ پس تازہ معرفت تو ہمیشہ پھل دکھائے گی اور ہمیشہ ایسا اثر انسان پر چھوڑے گی جس کے نتیجے میں وہ کچھ نہ کچھ تبدیل شدہ وجود دکھائی دے۔ پس وہ سارے لوگ جو دعوے کرتے ہیں اور مجھے بھی بعض دفعہ لکھتے رہتے ہیں کہ ہم تو بڑے صاحب عرفان ہیں ہم پر تازہ معرفت اترتی ہے یا لفظ یہ استعمال نہ بھی کریں تو مضمون یہی ہوتا ہے۔ ان کو بسا اوقات یہ لکھتا ہوں، سمجھاتا ہوں کہ بھئی اس تازہ معرفت نے تمہارے اندر کیا تبدیلی پیدا کی؟ کیا پہلے سے بہتر انسان بن گئے ہو۔ اگر اس کی پروا ہی کوئی نہیں، تم سمجھتے ہو کہ تم انعامات کے وارث بنائے جا رہے ہو تو حد سے زیادہ جہالت ہے۔ یہ خدا سے دوری کا نام ہے، معرفت اس کو نہیں کہا کرتے۔

پس تازہ معرفت کی پہچان جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی یہ ہے، "اگر معرفت کا دعویٰ کر کے کوئی اس پر نہ چلے تو یہ نری لاف گزاف ہی ہے۔ پس ہماری جماعت کو دوسروں کی سستی غافل نہ کر دے"۔ اب یہ بھی عجیب کلام ہے کہ اس کا تعلق کیا ہوا۔ "پس ہماری جماعت کو دوسروں کی سستی غافل نہ کر دے اور اس کو کاہلی کی جرأت نہ دلا دے"۔ اب جن لوگوں کو نیک سمجھ کر آپ ان کے قریب ہوتے ہیں اگر ان کے اندر سستی پائی جاتی ہے تو وہ سستی کہیں آپ کو بھی غافل نہ کر دے۔ آپ سمجھ رہے ہیں کہ وہ ولی اللہ اور بزرگ ہیں اور ان کا قرب آپ کے اندر پاک تبدیلی نہیں کرتا، یہ مراد ہے کہ اس صورت میں ان کی سستی آپ کو غافل کر دے گی۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ ہم نے بہت سے ایسے بزرگی کے بُت دیکھے ہیں جن کو بہت لوگ چاہتے اور ان کی عظمت کرتے ہیں مگر اپنی کسی نفسانی خواہش، اپنی کسی ذاتی ضرورت کو پورا کرنے کی خاطر اور مثالیں یہ بیان کرتے ہیں کہ ان کی دعا سے ہمارا یہ کام ہو گیا، ان کی دعا سے ہمارا یہ کام ہو گیا۔ ایسا کام ہونا جو آپ کو اللہ سے غافل رکھے اور اپنی حالت میں پاک تبدیلی کی طرف توجہ نہ دلائے یہ وہ کاہلی اور سستی ہے کہ بظاہر ایک نیک آدمی کو آپ دیکھ رہے ہیں لیکن آپ کے اندر وہ پاک تبدیلی نہیں پیدا کرتا۔ اس کے لئے یہی کافی ہے کہ آپ اس کا عزت اور احترام سے ذکر کرتے ہیں اور یہی کافی ہے کہ آپ یہ مشہور کریں کہ اس کی دعا سے یہ کچھ ہو گیا۔ اب میرے تعلق میں بھی جب آپ یہ مشہور کرتے ہیں کہ 'اس کی دعا سے' تو مجھے بڑا ڈر لگتا ہے۔ میں تو ہمیشہ سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں کہ میری دعا سے اگر کچھ ہوا ہے اور آپ خدا کے قریب نہیں آئے جس نے آپ کو عطا کیا ہے تو آپ کی جہالت ہے اور آپ کی یہ تعریف میرے لئے مذمت ہے اور مجھے خوف دلانے والی ہے، خوشی دلانے والی نہیں۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ان تحریروں کو غور سے دیکھیں "اور اس کو کاہلی کی جرأت نہ دلا دے" جب لوگ ایسے لوگوں پر اپنا بوجھ ڈالتے ہیں کہ وہ دعا کر دیں گے ہم ٹھیک ہو جائیں گے ان کو لازماً کاہلی کی جرأت ہوتی ہے۔ وہ کہتے ہیں ہمارے لئے دعا کرنے والا موجود ہے ہمیں اپنے اعمال کو نیک بنانے کی ضرورت کیا ہے۔ وہ کھلے لفظوں میں کہیں نہ کہیں لیکن ان کی زندگی آپ کو دکھا دے گی وہ تذکرے تو کریں گے کہ فلاں کی دعا سے یہ ہو گیا، فلاں کی دعا سے یہ ہو گیا۔ ہمیں کینیڈا بیٹھے یہ معاملہ حل ہو گیا، فلاں انٹرویو میں کامیاب ہو گئے لیکن اپنے نفس پر غور کریں کیا اللہ کے انٹرویو میں بھی وہ کامیاب ہوئے ہیں کہ نہیں؟۔ کیا ان کے اندر اللہ کے ان احسانات نے پاک تبدیلی پیدا کی ہے کہ نہیں؟ اگر نہیں کی تو یہ محض لاف و گزاف ہے۔

پس اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ کو لاف و گزاف کی زندگی سے نجات بخشے اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نیکیوں کی گہرائی میں اتر کر تعریف فرماتے ہیں اس تعریف کو سمجھ کر اپنے اندر پاک تبدیلی کی توفیق عطا فرمائے۔

☾☾☾......☾☾☾

بقیہ صفحہ: اوّل

مجلس انصار اللہ جرمنی کے اٹھارھویں سالانہ اجتماع کا اختتام اللہ کے فضل کے ساتھ ۱۷ مئی ۱۹۹۸ء کو باد کروئس ناخ (Bad Kreuznach) میں ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدر مجلس انصار اللہ اور امیر صاحب جرمنی کو بلا کر اس بات پر خفگی کا اظہار فرمایا کہ نظم پڑھنے والے دوست بغیر داڑھی کے ہیں جبکہ اس بارہ میں حضور انور قبل ازیں ہدایت دے چکے ہیں کہ ہمارے سٹیج پر بغیر داڑھی کے کوئی تلاوت، نظم کیلئے نہیں آئے گا۔ خاص طور پر جس سٹیج پر حضور تشریف فرما ہوں۔ اور آئندہ کیلئے حضور نے تفصیلی ہدایات سے نوازتے ہوئے فرمایا کہ ہماری تقریبات کو دنیا دیکھتی ہے اس لئے اس بات کو خصوصی طور پر مد نظر رکھا جائے۔ چنانچہ حضور انور ایدہ اللہ سے انعامات وصول کرنے کیلئے صرف وہی انصار تشریف لاتے رہے جن کی داڑھیاں تھیں اور حضور انور ان کو دیکھ کر ماشاء اللہ کہہ کر اظہار مسرت فرماتے رہے۔ اختتامی خطاب میں حضور انور نے سورۃ الصف کی آیت نمبر ۱۵ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ اس آیت میں چونکہ انصار اللہ کا ذکر آیا ہے اس لئے انصار اللہ سمجھتے ہیں کہ وہ مخاطب ہیں حالانکہ اس میں تمام مومنین کو مخاطب کیا گیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ اس مضمون کا خیال مجھے کل کی ایک مجلس میں آیا جس میں جرمن دوستوں کو سوالات کی دعوت دی گئی تھی اور اس میں زیادہ تر وہی افراد تھے جو اکثر شامل ہوا کرتے ہیں اس کا مطلب ہے کہ ابھی جرمنوں میں تبلیغ کی طرف پوری توجہ نہیں۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک ارشاد کو حوالہ دیتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ آپؓ نے مجلس انصار اللہ کی بنیاد اسی مقصد کے پیش نظر رکھی تھی کہ خدمت کا میدان خالی پڑا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آج جرمنوں میں تبلیغ کا میدان خالی پڑا ہے۔

حضور نے فرمایا کہ مجلس انصار اللہ پر میں آج یہ ذمہ داری ڈالتا ہوں کہ وہ اپنے عہد کا پاس کریں اور انتظامیہ کے سپرد میں یہ ذمہ داری کرتا ہوں کہ وہ یہ دیکھیں کہ تمام انصار کسی نہ کسی جرمن کو تبلیغ کر رہے ہوں۔ اس کیلئے ضروری نہیں کہ وہ جرمن زبان جانتے ہوں۔ اس سلسلے میں آڈیو ویڈیو کیسٹس سے بھی مدد لی جا سکتی ہے۔ اس ضمن میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر یہ ہدایت فرمائی کہ اسلام کی طرف بلانے کی بجائے اللہ کی طرف بلائیں کیونکہ اسلام کے خلاف اس قدر زہریلا پروپیگنڈا کیا گیا ہے کہ ہمارے لئے اس سارے پروپیگنڈے کی نفی کرنا ممکن ہی نہیں۔ اس لئے اسلام کا نام لئے بغیر اللہ کی طرف بلائیں کیونکہ اللہ کی طرف بلانے سے کوئی بھی آنے سے انکار نہیں کرے گا اور پھر اسلام کی حقیقی اور حسین تعلیم پیش کی جائے۔ حضور نے فرمایا اگر طریق احسن ہو اور نمونہ اچھا ہو تو دہریہ بھی ہو تو آپ کی بات سنے گا۔

حضور انور نے مجلس انصار اللہ کی عاملہ کے سپرد یہ کام کرتے ہوئے فرمایا کہ محض سیکرٹری تبلیغ پر ہی انحصار نہ کریں بلکہ ساری عاملہ مل کر اس کام کو سرانجام دے اور صرف جرمن احمدیوں کے سپرد یہ کام نہ کریں کیونکہ اس سے جرمنوں اور آپ کے درمیان ایک تفریق پیدا ہو جائے گی۔ اس کام کیلئے وحدت ضروری ہے۔

حضور نے فرمایا کہ من انصاری الی اللہ۔ کون ہے جو اللہ کی طرف بلانے میں میرا مددگار ہے۔ یہ دعویٰ ہے جو مسیح موسوی نے کیا اور یہی دعویٰ ہے جو مسیح محمدی نے کیا ہے اور اسی کے تتبع میں میں آپ کو اس طرف بلاتا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ جرمن قوم آپ کی مہمان نواز ہے اس لئے اس قوم میں تبلیغ کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ اس بارہ میں حضور نے انصار اللہ سے عہد لیا اور استفسار فرمایا کہ کیا انصار اللہ کی مجلس عاملہ یہ عہد کرتی ہے؟ اس پر صدر مجلس انصار اللہ جرمنی نے کھڑے ہو کر اور ان کے ساتھ عاملہ کے ممبران کے علاوہ پنڈال میں موجود تمام احباب نے حضور انور کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے عہد کیا۔ حضور نے فرمایا کہ آئندہ جب میں آؤں تو نمایاں تبدیلی نظر آنی چاہئے۔

اس مختصر خطاب میں جو قریباً نصف گھنٹہ تک جاری رہا حضور نے فرمایا کہ زیادہ لمبی تقاریر کی ضرورت نہیں۔ مختصر بات جو دل کی گہرائیوں سے نکلے اور اس سے مقصد پورا ہو جائے وہی بہتر ہوتی ہے۔ آخر میں حضور نے فرمایا میرے ساتھ دُعا میں شامل ہو جائیں کہ ہم نے آج جو تجدید عہد کی ہے اللہ ہمیں اس کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اجتماعی دُعا کے بعد حضور انور نے اجتماع کے سلسلے میں مختلف خدمات بجا لانے والے کارکنان کیلئے دُعا کی خصوصی تحریک فرمائی۔ اور دین و دنیا کی برکات عطا ہونے اور ان کی مرادوں کے پورا ہونے اور بیماروں کی شفاء کی صورت میں برکات جاری ہونے سے متعلق ڈھیروں دُعاؤں سے نوازا۔ تمام حاضرین ساتھ ساتھ آمین کہتے رہے۔ اللہ ہمیں ہمارے پیارے امام کی مقبول دُعاؤں کا حقیقی مستحق بنائے۔ آمین۔

EXPORTS & IMPORTS

All types of Leather jackets, Ladies bags, purse, hand gloves, Organic Cotton (Garments & Baby Cloth)

Contact:

OCEANIC EXIM

57, BRIGHT STREET, CALCUTTA 700019 (INDIA)

PH: 2805209,2474015 FAX : 91 - 33 - 2479163

اپنے علم کا فیض دوسروں تک پہنچائیں

اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر میں مختلف علوم کے سینکڑوں ماہرین جماعت احمدیہ میں پائے جاتے ہیں۔ اگر وہ اپنے مخصوص علم کے حوالے سے ہی بدر کے لئے ٹھوس، مفید، علمی اور تحقیقی مضامین لکھ کر بھجوائیں تو اس سے اخبار کی افادیت میں اضافہ ہوگا۔ (مدیر)

مولانا محمد شعیب اللہ مفتاحی دیوبندی کی ہرزہ سرائیوں کے جواب میں

...... محمد عظمت اللہ قریشی بنگلور ...... (قسط : 4)

گزشتہ سال یکم اکتوبر کے روزنامہ سالار بنگلور میں محمد شعیب اللہ دیوبندی نے سیدنا اقدس مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود علیہ السلام اور جماعت احمدیہ کے خلاف جھوٹ سے بھرپور غلاظت آمیز مضامین لکھے اور جب مکرم محمد عظمت اللہ صاحب نے ان کے جھوٹ کی قلعی کھولتے ہوئے اخبار مذکورہ کو جوابی مضامین بھیجے تو اخبار نے شرافت اور صحافت کے تمام اصولوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے خاموشی اختیار کر لی۔ ان مضامین کو قسط وار اخبار بدر میں شائع کیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

قادیانی بوکھلاہٹ کا جواب

مورخہ ۹۷-۱۱-۵ کے روزنامہ پاسبان بنگلور میں مولوی محمد شعیب اللہ مفتاحی کا ایک مضمون "قادیانی بوکھلاہٹ" شائع ہوا ہے اپنی پرانی روش پر چلتے ہوئے مولوی شعیب نے حضرت مرزا صاحب بانیٔ جماعت احمدیہ اور احمدیوں کو اپنے گندے اور جھوٹے اعتراضوں کا نشانہ بناتے ہوئے حضرت مرزا صاحب مسیح موعود و امام مہدی علیہ السلام کے خلاف اہانت آمیز زبان کو استعمال کیا ہے اور لکھا ہے کہ ہم نے اُن کے تین قسطوار مضامین جو اخبار سالار میں شائع ہوئے تھے اُن کا تسلی بخش جواب نہیں دیا۔ اور جو اشتہار جماعت احمدیہ نے اُن کے ایک اشتہار کے جواب میں گلی گلی چسپاں کیا اس میں مولوی مذکور کے مندرجات پر کوئی رائے زنی بھی نہیں کی اور نہ اصل مضمون ہی پر تبصرہ کیا گیا ہے۔

حالانکہ خاکسار مولوی مذکور کے تینوں مضامین کا برجستہ جواب قسط بہ قسط لکھ کر ارسال کر چکا ہے نہ صرف مولوی کو بلکہ ان سے منسلک اخبار سالار اور اخبار پاسبان کے علاوہ ان کے نام نہاد ادارے تحفظ ختم نبوت کے پتہ پر بھی ارسال کر چکا ہے۔ اس کے باوجود بھی ہمارے جوابی مضامین مولوی کو ملے نہیں تو جان لیجئے کہ مولوی جھوٹ بولنے پر آمادہ ہے یہ جھوٹ ایک ایسی لت ہے کہ شرابی شراب چھوڑ سکتا ہے مگر جھوٹا جھوٹ سے مرتے دم تک پرہیز نہیں کر سکتا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ کا چیلنج مباہلہ کا ذکر خاکسار نے تیسری قسط میں کیا تھا۔ مولوی میں اگر دیانت داری ہوتی تو اس مضمون کو ہی مذکورہ اخباروں میں شائع کرا دیتے تو انہیں پتہ چل جاتا کہ ہم نے اُن کے مضامین کا تشفی بخش جواب دیا تھا یا نہیں اور ساتھ میں یہ بھی پتہ چل جاتا کہ حق کس کے ساتھ ہے۔ ہمارا مضمون حق اور باطل میں فیصلہ کرنے والا ہے مگر افسوس مولوی ایک بد باطن ہی نہیں بلکہ کور باطن بھی ثابت ہوتے ہیں۔ اب ہم ان کے مضمون کے ہر پیراگراف کا پوسٹ مارٹم کریں گے۔ انشاء اللہ۔

مولوی کے مضمون کا عنوان "قادیانی بوکھلاہٹ پر تبصرہ"

۱۔ مولوی شعیب ! قادیانی (احمدی) کبھی بوکھلاتے نہیں احمدیوں کے روبرو آپ کے بڑے سے بڑے عالم کی گھگی بندھ جاتی ہے اور وہ حواس باختہ ہو جاتا ہے تو آپ کس کھیت کی مولی ہیں آپ کے وہ دیوبندی پیر و مرشد جن کا نام آپ بغیر وضو نہیں لیتے اور وہ عالم دین جو پہاڑوں جیسی شخصیت کے حامل تھے جماعت احمدیہ کے آگے بے بس تھے اور ناکام و نامراد گئے تو آپ کی کیا حیثیت ہے جس سے ہم بوکھلا جائیں اگر بفرض محال مان بھی لیں تو میرے وہ تینوں مضامین جو آپکے پاس پہنچ چکے ہیں۔ ذرا اُن مضامین کو اپنے سے منسلک اخباروں میں شائع کرا کے دیکھ لیں تب آپ کو پتہ چلے گا کہ بوکھلاہٹ کس کو کہتے ہیں اور کون بوکھلاہٹ میں مبتلا ہے قادیانی یا دیوبندی مولوی مگر آپ کی مجبوری تو یہ ہے کہ آپ مٹی کے گھوڑے ہیں پانی میں اتر نہیں سکتے۔ کیونکہ گھل جانے کا خوف جو ہے۔

مولوی محمد شعیب اللہ مفتاحی اپنے مضمون کی ابتداء اسطرح کرتے ہیں جو ان جیسے "شریفوں" کی زبان ہے لکھتے ہیں۔ قادیان کے خود ساختہ نبی' مسیلمہ کذاب کے پیرو مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٔ نبوت کی لغویت ہر وہ شخص جانتا ہے جو حضرت محمد ﷺ کو نبیوں کا خاتم اور آخری نبی جانتا و مانتا ہے مگر قادیانی مذہب کے لوگ مسیلمہ پنجاب یا غلام احمد کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی مانتے ہیں اور یہ صریح کفر کی بات ہے اور پوری امت کا اجماع ہے کہ حضرت خاتم النبیین محمد عربی ﷺ کے بعد کسی کو نبی ماننا کفر ہے اور جو مانتا ہے وہ کافر ہے۔

(روزنامہ پاسبان ۹۷-۱۱-۵)

جواب :۔ مولوی شعیب قرآن مجید آپ جیسے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

ترجمہ :۔ اے افسوس بندوں پر کہ ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا مگر وہ اس کے ساتھ ہنسی کرتے تھے کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ کتنی ہی قومیں ان سے پہلے ہم نے ہلاک کیں ؟ (سورہ یٰس)

پھر فرماتا ہے :۔ اور پہلے یوسف بھی تمہارے پاس نشانیاں لیکر آئے تھے تو وہ جو لائے تھے اُس سے تم ہمیشہ شک ہی میں رہے یہاں تک کہ جب وہ فوت ہو گئے تو تم کہنے لگے کہ خدا اس کے بعد کبھی کوئی پیغمبر نہیں بھیجے گا۔ (سورۃ مومن)

مگر ایک بات مولوی شعیب کے متعلق قطعی یقینی ہے کہ اگر بفرض محال وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کو انہوں نے آسمان پر دو ہزار برس سے بٹھائے رکھا ہے ان کے نزول پر بھی بداخلاقی کرتے ہوئے اہانت سے کہیں گے کہ تم مسیلمہ کذاب کے پیرو ہو مسیلمہ یروشلم ہو کیونکہ مسلمان جانتا و مانتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ خاتم اور آخری نبی ہیں آپ کے بعد کسی نبی کا ماننا صریح کفر ہے اور پوری امت کا اجماع ہے کہ حضور صلعم کے بعد کسی کو نبی ماننا کفر ہے اور جو مانتا ہے وہ کافر ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ مولوی شعیب کی سرشت میں ابلیسی خمیر ہے اور جس کی سرشت میں ابلیسی خمیر ہوتا ہے وہ کبھی نمرود کبھی فرعون کبھی یہودا اسکراپوطی کبھی ہامان کبھی ابوجہل کی شکل میں مامورین من اللہ کے مقابلہ میں کھڑا ہوتا ہے اور خدا کی لعنت اس کا پیچھا کر کے عبرت کا نشان بنا دیتی ہے۔ ہم احمدی تو آنحضرت ﷺ کے فرمان کے آگے سر تسلیم خم کر کے حضرت مرزا صاحب کو امام مہدی و مسیح موعود مانتے ہیں اور وہ بھی امت محمدیہ کے دائرے کے اندر رہ کر بات کرنے والے کو مانتے ہیں مگر ان لوگوں کو کیا کہیں جو ایسے شخص کے منتظر ہیں جسے تورات کے تابع کر کے انجیل دی گئی تھی۔ جس کی شریعت ہی الگ ہے اور کیا ایسے شخص کو ماننا رسول اللہ ﷺ سے کھلی دشمنی اور بغاوت نہیں ہے اور کیا ایسے نبی کو ماننے والا کافر اعظم مرتد اعظم نہیں کہلائے گا۔ اور اس وقت مولوی شعیب خاتم النبیین کسے کہیں گے ؟ کیونکہ قرآن شریف نے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کا نبی اور رسول قرار دیکر اُمت محمدیہ سے الگ کر دیا ہے اور جس موعود کا ذکر حدیثوں میں ہے اُسے امت محمدیہ کا ایک فرد قرار دیکر سیدنا حضرت اقدس خاتم الانبیاء ﷺ کا غلام بنا دیا ہے پس مولوی شعیب یہودی اور عیسائی مسیح کو مانتے ہوئے کافر نہیں ہیں تو احمدی محمد رسول اللہ ﷺ کے مسیح کو مان کر مسلمان کیوں نہیں ہو سکتا ؟ مولوی شعیب کے مسیح کو ماننے سے ختم نبوت کی مہر ٹوٹ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خاتم بنا دیتی ہے جبکہ ایک امتی کو مسیح موعود ماننا رسول اللہ ﷺ کی خاتمیت کی حفاظت ہے اور حضور صلعم کی خاتمیت کو تقویت دینا ہے جسے مولوی تحفظ ختم نبوت کمیٹی کہتے ہیں پس مولوی شعیب کو چاہئے کہ اپنے موقف کا دوبارہ جائزہ لیں کہیں ایسا نہ ہو کہ حضرت مرزا صاحب کی دشمنی انہیں یہودی یا عیسائی نہ بنا دے۔

ایک اور بات یہ کہ مولوی شعیب حضرت مرزا صاحب اور آپ کی احمدی جماعت کے پیچھے ہی کیوں پڑے ہیں اپنے پیروں، مرشدوں، بزرگوں کے پیچھے کیوں نہیں پڑتے اُنہیں کیوں کافر قرار نہیں دیتے۔ کیونکہ وہ بھی تو اجرائے نبوت کے قائل تھے۔ مثلاً حضرت مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بانی مدرسہ دارالعلوم دیوبند اور مولوی محمد طیب صاحب مرحوم مہتمم دیوبند وغیرہ پس مولوی شعیب کو چاہئے کہ وہ دوغلی چال نہ چلے ان کو چاہئے کہ احمدیوں کو کافر قرار دینے سے پہلے اپنے دیوبندی بزرگوں کو کافر قرار دے یا پھر دیوبندیت سے توبہ کر لیں۔ یہی دو راستے ہیں ایک تیسرا راستہ بھی ہے وہ ہے مولوی شعیب اپنی نام نہاد مسلمانی سے ہی توبہ کر لیں۔ کیونکہ مسلمان کو کافر کہنے والا حدیث شریف کی رو سے کافر ہے۔

دوسرے پیراگراف میں مولوی شعیب لکھتے ہیں "میں نے ابھی قادیانیت پر چند مضامین لکھے جن میں واضح کیا تھا کہ قادیانیت دراصل اسلام سے بغاوت ہے اور اس کے بانی مرزا غلام احمد کا دعویٔ نبوت باطل ہے نیز یہ بتایا تھا کہ اگر بالفرض سلسلہ نبوت جاری ہوتا تب بھی مرزا غلام احمد کا نبی بننا ایسا ہی محال و ناممکن تھا جیسے کسی شرابی کبابی فاسق و فاجر کا نبی بننا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جس شخص کو نبوت کے عظیم الشان منصب کیلئے منتخب فرماتے ہیں وہ شروع ہی سے ہر قسم کے گناہوں سے معصوم اور بے مروت و ذلیل کاموں سے محفوظ ہوتا ہے اس کی سیرت و کردار اس کے اخلاق و افعال قابل تقلید نمونہ ہوتے ہیں اس کے برعکس مرزائے قادیان کی سیرت و کردار داغدار ہے۔ اس کا نبی بننا کسی حال ممکن نہیں نیز وہ اپنی پیشگوئیوں کے آئینہ میں خود اپنا کذب و دروغ ظاہر کر چکا ہے۔ اس کے باوجود غلط و باطل تاویلات سے کام لے کر اس کی جھوٹی نبوت کی منہدم عمارت کو سہارا دینا انتہائی درجہ کی بے ایمانی و حماقت ہے۔

(اخبار پاسبان بنگلور ۹۵-۱۱-۵)

جواب :۔ اسلام دوسروں کے بزرگوں کا احترام کرنا سکھاتا ہے بلکہ حکم دیتا ہے کہ دوسروں کے بزرگوں کا احترام کرو یہاں تک حکم ہے کہ بتوں کو بھی برا نہ کہو۔ مگر یہ مولوی لکیر کے فقیر ہیں ان کو اسلام کا علم کہاں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ کے متعلق حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھنے کی بجائے ابوجہل یا ابولہب سے پوچھے یا اس زمانے میں کسی یہودی یا آریہ سماجی سے پوچھے تو حضور اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ کے متعلق کیا جواب پائے۔ وہی جیسا حضرت مرزا صاحب کی سیرت پر مولوی شعیب کا مخالفانہ معاندانہ طرز کلام ہے کیونکہ شیطان ہمیشہ سے نور کا دشمن رہا ہے۔ مولوی شعیب حضرت مرزا صاحب کے زمانہ کے پون صدی بعد غالباً پیدا ہوئے ہیں حضرت مرزا صاحب کے معاند خاندانوں مدرسوں میں پل کر جوان ہوئے ہیں اور انہیں معاندین احمدیت کی کتابوں میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کو دیکھا اور پڑھا اور اُسی قسم کے حملے بھی کر رہے ہیں۔ اگر وہ حضرت مرزا صاحب کی کتابوں کا مطالعہ کرتے تو شاید وہی سیرت و کردار نظر آتے جو مامورین من اللہ میں ہوتے ہیں۔

ہم یہاں ان بزرگ ہستیوں کے کچھ حوالے درج کرتے ہیں جو احمدی تو نہ تھے۔ مگر حضرت مرزا صاحب کو نہایت درجہ عزت و احترام سے دیکھا کرتے تھے یہ بزرگ ہستیاں حضرت مرزا صاحب کے ہمعصر تھیں۔

حضرت خواجہ غلام فرید" چاچڑاں شریف فرماتے ہیں۔

(الف) حضرت مرزا صاحب تمام اوقات خدا تعالیٰ کی عبادت میں گزارتے ہیں تلاوت قرآن شریف کیا کرتے ہیں یا اور شغل و اشغال کیا کرتے ہیں۔ اور حمایت دین اسلام پر ایسے کمر بستہ ہیں کہ ملکہ زمان وکٹوریہ کو بھی دین محمدیؐ کی دعوت دی

ہے اور بادشاہان روس و فرانس وغیر ہم کو بھی دعوت اسلام دی ہے اور ان کی تمام سعی اور کوشش اس میں ہے کہ لوگ عقیدہ تثلیث وصلیب چھوڑ کر جو کفر ہے خدا تعالیٰ کی توحید مان لیں۔ اور علمائے وقت کو دیکھو کہ تمام مذاہب باطلہ کے گروہ کو چھوڑ کر صرف ایسے شخص کے درپے ہوگئے ہیں جو اہل سنت والجماعت میں ہے اور صراط مستقیم پر قائم ہے اور راہ ہدایت دکھاتا ہے اور اس پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں اس کا عربی کلام دیکھو کہ طاقت بشری سے بالا ہے اور اس کا تمام کلام معارف و حقائق و ہدایت سے پر ہے۔

(ارشادات فریدی جلد ۳ صفحہ ۶۹ مطبع مفید عام آگرہ)

(ب) مکتوب بہ زبان عربی بنام حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ترجمہ۔

سوائے ہر ایک حبیب سے عزیز تر تجھے معلوم ہو کہ میں ابتدا سے تیرے لئے تعظیم کرنے کے مقام پر کھڑا ہوں تاکہ مجھے ثواب حاصل ہو۔۔۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ تو خدا کے صالح بندوں میں سے ہے اور تیری سعی عند اللہ قابل شکر ہے جس کا اجر ملے گا۔ اور خدائے بخشندہ کا تیرے پر فضل ہے میرے لئے عاقبت بالخیر کی دعا کر۔۔۔

(ازمقام چاچڑاں مہر ضمیمہ انجام آتھم صفحہ ۳۶)

مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کے بڑے بھائی مولانا ابوالنصر مرحوم حضرت مرزا صاحب سے ملاقات کی غرض سے ۱۹۰۵ء میں قادیان تشریف لائے قادیان سے واپس جاکر انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق اپنے تاثرات اخبار وکیل امرتسر میں اس طرح تحریر فرمائے۔

"میں نے کیا دیکھا؟ قادیان دیکھا۔ مرزا صاحب سے ملاقات کی اور ان کا مہمان رہا۔ مرزا صاحب کے اخلاق اور توجہ کا مجھے شکریہ ادا کرنا چاہئے اکرام ضیف کی صفت خاص اشخاص تک محدود نہ تھی مرزا صاحب کی صورت نہایت شاندار ہے جس کا اثر بہت قوی ہوتا ہے آنکھوں میں ایک خاص طرح کی چمک اور کیف ہے اور باتوں میں ملائمت ہے طبیعت منکسر مگر حکومت خیز مزاج ٹھنڈا مگر دلوں کو گرما دینے والا گفتگو ہمیشہ اس نرمی سے کرتے ہیں کہ معلوم ہوتا ہے کہ گویا متبسم ہیں مرزا صاحب کی وسیع الاخلاقی کا یہ ادنیٰ نمونہ ہے کہ اثنائے قیام کی متواتر نوازشوں پر بایں الفاظ مجھے مشکور ہونے کا موقعہ دیا کہ آپ کو اس وعدہ پر واپس جانے کی اجازت دیتے ہیں کہ آپ پھر آئیں اور کم از کم دو ہفتہ قیام کریں میں جس شوق کو لیکر گیا تھا اُسے ساتھ لایا اور شاید وہی شوق مجھے دوبارہ لے جائے۔

(اخبار وکیل امرتسر ۱۹۰۵ء)

مولانا ظفر علی خان کے والد ماجد مولوی سراج الدین صاحب مالک ایڈیٹر اخبار زمیندار نے حضرت مرزا صاحب کی وفات جو ۲۶/ مئی ۱۹۰۸ء کو ہوئی پر تبصرہ کرتے ہوئے اخبار زمیندار میں لکھا۔

"ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی آپ نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔۔۔ گو ہمیں ذاتی طور پر مرزا صاحب کے دعاوی یا الہامات کے قائل اور معتقد ہونے کی عزت حاصل نہیں ہوئی مگر ہم ان کو ایک پکا مسلمان سمجھتے تھے"

(اخبار زمیندار مئی ۱۹۰۸ء)

مولوی سید ممتاز علی صاحب ایڈیٹر اخبار تہذیب النسواں نے لکھا۔

مرزا صاحب مرحوم نہایت مقدس اور برگزیدہ بزرگ تھے اور نیکی کی ایسی قوت رکھتے تھے جو سخت دلوں کو تسخیر کر لیتی تھی وہ نہایت باخبر عالم بلند ہمت مصلح اور پاک زندگی کا نمونہ تھے ہم انہیں مذہباً مسیح موعود تو نہیں مانتے لیکن ان کی ہدایت اور راہ نمائی مردوں کیلئے واقعی مسیحائی تھی"

(تہذیب النسواں ۱۹۰۸ء)

یہ وہ تاثرات و تبصرات ہیں جو مولوی شعیب کے علماء دین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت طیبہ پر کئے مگر پادری عبدالحق اور پنڈت لیکھرام نے آنحضرت ﷺ کی سیرت طیبہ پر وہ سیرت طیبہ جس پر تمام انبیاء علیھم السلام کی سیرتیں ختم ہو جاتی ہیں) گند اچھالنے کی ناکام کوششیں کیں انہوں نے نعوذ باللہ حضرت زینب سے عشق ہونے کا الزام لگایا اور آنحضرت ﷺ کو نعوذ باللہ دجال کہا انہیں معاندین اسلام کی روش پر چلتے ہوئے مولوی شعیب کے محترم بزرگ پیرو مرشد مولوی ثناء اللہ امرتسری نے جماعت احمدیہ کے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کو مخاطب کرکے لکھا "ہمارا حق ہے یا نہیں کہ ہم آپ (حضرت مرزا صاحب) کے مشن پر وہ سوالات کریں جو آپ کے رسول کی رسالت کے منافی ہوں جس طرح عیسائی اور آریہ وغیرہ آنحضرت ﷺ کی رسالت پر اعتراض کرتے ہیں۔

(اخبار اہل حدیث ۲۴/ مارچ ۱۹۱۱ء صفحہ ۲ کالم ۲)

اب آیئے دیوبندی مولویوں کی سیرت کا مطالعہ کریں۔ چند ایک نمونوں کو ملاحظہ کریں۔ "بہشتی زیور" میں مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے لکھا ہے "مسئلہ ۵ غسل کا بیان۔

"چھوٹی لڑکی سے اگر کسی مرد نے صحبت کی جو ابھی جوان نہیں ہوئی تو اس پر غسل واجب نہیں لیکن عادت ڈالنے کیلئے اس سے غسل کرانا چاہئے"

(مدنی اصلی بہشتی زیور حصہ اول صفحہ ۶۲ مسئلہ ۵)

اخبار پاسباں میں یہ خبر شائع ہوئی ہے "دیور جیو نہلی کی ایک مسجد کا امام گرفتار"

"بنگلور ۲۲ اکتوبر (انیس نثار احمد) کل رات دیور جیونہلی کے مودی روڈ پر واقع مسجد کے ایک امام باسط علی ۲۸ سال کو پولیس نے گرفتار کرلیا اور گیارھویں ایڈیشنل سٹی میٹروپولیٹن کورٹ میں پیش کیا۔ عدالت نے باسط علی کو عدالتی حراست میں دے دیا ہے۔۔۔ باسط علی گزشتہ ڈیڑھ سال سے یہاں کی مسجد میں امامت اور مدرس کے فرائض انجام دیا کرتے تھے کل شام اس شخص نے مدرسہ پڑھانے کے بعد تین لڑکیوں کو مسجد سے قریب واقع اپنے گھر میں گھریلو کام کیلئے بھیجا اس میں سے ایک آٹھ سالہ بچی کو کمرے میں بند کرکے دست درازی کی جب بچی نے چیخنا چلانا شروع کیا تو فوراً اسے گھر بھیج دیا۔۔۔ یہ شخص شادی شدہ ہے اور بیوی ڈیلیوری کیلئے میکے گئی ہے لوگوں کو اعتراض ہے کہ اس شخص نے ایک کمسن بچی کے ساتھ دست درازی بھی کی اور عشاء کی نماز بھی پڑھادی ہے۔

(اخبار پاسبان بنگلور مورخہ ۹۷-۱۰-۲۳)

اب مندرجہ بالا اشرف علی صاحب تھانوی کے مسئلہ کو پڑھیئے اور اس مسئلہ کی روشنی میں پاسبان میں شائع خبر کو بھی پڑھیئے۔ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اسی طرح شرجہ پور کی مسجد کے مولوی کے واقعہ کو ہر کوئی خوب جانتا ہے جس نے گیارہ سالہ بچی کے ساتھ قرآن شریف پڑھانے کے بہانے زنا بالجبر کیا تھا بعد میں بچی نے شرمندگی کی وجہ سے پھانسی لے لی تھی۔ اسی طرح سکلیشپور کے پیش امام نے ایک نکاح پڑھایا پھر ۷ /ار دنوں کے بعد دلہن اور زیور کو لے بھاگا تھا۔ یہ خبر بھی اخباروں میں محفوظ ہے مولوی شعیب کے پیرو مرشد اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں۔

ایک ذاکر صالح کو مکشوف ہوا کہ احقر اشرف علی تھانوی کے گھر حضرت عائشہ آنے والی ہیں۔ انہوں نے مجھ سے کہا تو میرا ذہن معاً اس طرف منتقل ہوا کہ کمسن عورت ہاتھ آنے والی ہے"

(رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۵ھ)

یہ دیوبندی سیرت کے چند نمونے ہیں جو مجبوراً نقل کرنے پڑے ہیں ان لوگوں کی سیرت کے ایسے بیسیوں حوالے ہمارے پاس موجود ہیں ہم اپنے قلم اور ذہن کو ناپاک کرنا نہیں چاہتے اس لئے **چھوڑ دیئے** ہیں۔

روزنامہ جنگ لاہور اپنی ۱۳/ دسمبر ۱۹۸۲ء کی اشاعت میں لکھتا ہے۔

پاکستان میں پہلی مرتبہ دولتانہ نے قادیانی مسئلہ کو اٹھایا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اس کے بعد آج تک وہ اقتدار کی کرسی سے محروم رہے پھر جناب ایوب خان نے اپنے اقتدار کے ڈوبتے ہوئے دور میں اس مسئلہ کا سہارا لینا چاہا انہوں نے اپنے بارہ میں مرزائیت سے بریت کے بیانات اخبارات اور ریڈیو پر نشر کئے۔ صدر کے ایماء پر اس وقت کے گورنر مغربی پاکستان امیر محمد خان نے مرزا غلام احمد قادیانی کی اہم کتاب ضبط کی۔ مگر یہ ان کے متزلزل اقتدار کو طول نہ دے سکا بلکہ رسوا ہو کر اقتدار سے علیحدہ ہوئے پھر بھٹو جن کی پارٹی اور حکومت بذات خود مرزائیوں کی امداد اور اعانت سے برسر اقتدار آئی تھی نے اپنی گرتی ہوئی ساکھ اور ڈوبتے ہوئے اقتدار کو سنبھالا اور طول دینے کیلئے اپنی محسن مرزائی جماعت کی گردن پروار کیا اور ایسا وار کہ ۹۰ سالہ مسئلہ حل کرڈالا۔ بھٹو کا خیال تھا کہ اس مسئلہ کو حل کرنے کے بعد اب انہوں نے پاکستانی عوام کے دل جیت لئے ہیں اور اب وہ تاقیامت پاکستان کے وزیر اعظم رہیں گے۔ لیکن ان کا یہ خیال شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ اب صدر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب نے مرزائیت سے بریت کا اعلان و انکشاف الفاظ میں کیا ہے اور مرزائیوں کو کلیدی آسامیوں سے علیحدہ کرنے کا اعلان کیا ہے لیکن ماضی کو سامنے رکھتے ہوئے دل کانپ جاتا ہے کیونکہ ماضی میں یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جنہوں نے بھی قادیانی مسئلہ کو اٹھایا یا چھیڑا وہ اقتدار سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس کے پس پردہ کون سے عوامل یا غیبی طاقت کارفرما ہے۔ وہ پوری قوم کیلئے لمحہ فکریہ ہے۔

(اخبار جنگ لاہور ۱۳/ دسمبر ۱۹۸۲ء)

باقی

جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی دسویں مجلس مشاورت
مورخہ ۸/ دسمبر ۱۹۹۸ء کو منعقد ہوگی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی منظوری سے اعلان کیا جاتا ہے کہ جلسہ سالانہ قادیان کے معاً بعد مورخہ ۸/ دسمبر ۱۹۹۸ء بروز منگل جماعتہائے احمدیہ بھارت کی دسویں مجلس مشاورت کا انعقاد عمل میں آئے گا۔

۱۔ جملہ امراء و صدر صاحبان سے گزارش ہے کہ ۳۰/ اکتوبر تک شوریٰ کے نمائندگان کا انتخاب کروا کے منتخب نمائندوں کی فہرست خاکسار کو بھجوادیں۔

۲۔ شوریٰ میں پیش ہونے والی تجاویز کے متعلق صدر انجمن احمدیہ قادیان نے فیصلہ فرمایا ہے کہ ۳۰/ ستمبر تک موصول ہونے والی تجاویز کو ہی زیر غور لایا جاسکے گا۔ کیونکہ متعلقہ نظارتوں وغیرہ سے رپورٹ لیکر ان تجاویز کو فائینل کرنا ہوتا ہے لہٰذا امراء و صدر صاحبان جماعتوں سے مشورہ کے بعد تجاویز ۳۰/ ستمبر سے **پہلے پہلے بھجوا کر** ممنون فرمائیں۔

(سیکرٹری مجلس مشاورت قادیان)

جلسہ ہائے یوم مسیح موعودؑ

بفضلہ تعالیٰ بھارت کی مختلف جماعتوں اور ذیلی تنظیموں نے جلسہ ہائے یوم مسیح موعودؑ شایان شان طریق پر منعقد کرکے اپنی مساعی جمیلہ کی خوشکن رپورٹیں بغرض اشاعت بدر بھجوائی ہیں۔ تنگیٔ صفحات کے باعث ان تفصیلی رپورٹوں کو شائع کرنے سے ادارہ بدر قاصر ہے صرف جماعتوں کے نام ہی بغرض دعا شائع کئے جارہے ہیں۔

جماعت احمدیہ شیرلہ ساونت واڑی براٹ نگر (نیپال) ممبئی۔ یادگیر۔ کلکتہ عثمان آباد۔ پینگاڈی۔ برونی (بہار) موسیٰ بنی مائنز۔ پتہ پریم کوٹ پلہ۔ لجنہ اماء اللہ دہلی۔ شاہجہانپور۔ خانپور ملکی۔ یادگیر۔ قادیان۔ ناصرات الاحمدیہ شموگہ۔ خدام الاحمدیہ آسنور۔ رشی نگر۔

جلسہ یوم مصلح موعود کی رپورٹیں درج ذیل لجنات نے بھی ارسال کی ہیں جو تاخیر سے ملی ہیں لجنہ اماء اللہ کو ممبئی۔ جڑچرلہ۔ کوڈالی۔ مدراس۔ میلاپالم۔ توتوگری۔ شکرن کوئل بنگلور۔ دھواں ساہی۔ چنتہ کنٹہ۔ وڈمان۔ کاکناڈ۔ پتہ پریم۔ حیدرآباد۔ بسنہ پردہ۔ محی الدین پور۔ وانیم بلم۔ ایلچی۔ کالیکٹ۔ کوچین۔ کٹک۔ ساگر۔ یادگیر۔ حیدرآباد۔

بقیہ صفحہ : (2)

نہ دیا اور اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا اور وحی کے منتظر ہوئے۔ پھر آپ نے فرمایا ان کی باتیں سنو اور ان کی اطاعت کرو۔ وہ اپنے کئے کی جزا پائیں گے اور تم اپنے کئے کی۔ حضور نے فرمایا کہ اس میں کسی مذہب کا ذکر نہیں۔ ہر ایک کو اس ملک کے آئین کی اطاعت کا حکم ہے جسے وہ اپنے رہنے کیلئے اختیار کرتا ہے۔

روحانی اولوالامر وہ ہے جس کا امر عملاً پھیل کر ثابت کر دیتا ہے کہ اس کا فیصلہ اٹل ہے ایسے اولوالامر کا فیصلہ خدا اور رسول کے مطابق ہوتا ہے۔ وہ اللہ سے حکم لیتا ہے اور آگے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کو جاری کرتا ہے اس لئے اس سے روگردانی ممکن ہی نہیں۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جس نے میرے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی“۔ حضور نے فرمایا ہر وہ شخص جسے الٰہی نظام میں کوئی عہدہ دیا جائے اس کی نافرمانی دراصل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی بن جاتی ہے۔ ایک اور حدیث کے مطابق چھوٹے سے چھوٹے عہدیدار کا حکم ماننا بھی ضروری ہے۔

حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ ہر ایک پر **سننا اور اطاعت** کرنا فرض ہے سوائے معصیت کے حکم کے۔ اگر معصیت کا حکم ملے تو کوئی سماعت اور اطاعت نہیں۔ جس بات میں خالق کی معصیت ہوتی ہے اس میں مخلوق کی اطاعت نہیں ہوگی۔ یعنی فطرت انسانی اس معاملے میں ٹھیک فیصلہ دے گی اگر بدنیتی نے اسے داغدار نہ کر دیا ہو۔

مسند احمد بن حنبل کی ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ نہایت اہم باتوں کا حکم فرمایا: ۱.....جماعت کے ساتھ رہو۔ ۲.....امام وقت کی باتیں سنو اور ان کی اطاعت کرو۔ ۳..... **دین کی خاطر وطن چھوڑنا پڑے تو چھوڑ دو۔** ۴..... اللہ کے راستے میں جہاد کرو۔ ۵.....جو اس راستے سے ذرہ بھی الگ ہو اس سے گلو خلاصی کر لو۔

حضور نے فرمایا کہ یہی باتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے **تفصیل** کے ساتھ جماعت سے کہیں اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی ہے کہ جب وہ یہ باتیں **کہے گا** تو وہ میری کہے گا۔ حضور انور نے فرمایا کہ آج صرف ہماری ایک جماعت ہے جسے دین کی خاطر وطن چھوڑنا پڑتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۴۰۰ سال پہلے کیسی محبت سے فرمایا دین کی خاطر وطن چھوڑ دو اور جہاد کبیر کرو، جو احمدی کر رہے ہیں۔

اتوار، ۱۱ر جنوری ۱۹۹۸ء

آج درس القرآن نمبر ۱۰ میں بھی ”اَطیعُوا اللّٰہَ وَاطیعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولی الاَمرِ مِنکُم“ کی تفسیر جاری رہی۔ حضور انور نے فرمایا کہ اصل بات جس کی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ مضمون بار بار بیان کرنا پڑا اور شرائط بیعت میں بھی شامل کیا۔ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف یہ علماء بار بار انگریزی حکومت کو کہتے تھے کہ یہ انگریزی حکومت کیلئے خطرہ ہے۔ اور اس پس منظر کا ذکر نہیں کرتے تھے کہ اسلام میں حکومت کی اطاعت کو اتنی اہمیت ہے کہ اسے شرائط بیعت میں داخل کیا گیا ہے۔ مولوی محمد حسین بٹالوی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق یہ مخبری بھی کرتے رہتے تھے کہ (نعوذ باللہ) وہ مفسد اور باغی ہے اور اپنے آپ کو مہدی کہتا ہے اور مہدی نے تو ہونا ہی خونی ہے اس لئے کل یہ اپنے پر پرزے نکالے گا۔ حالانکہ خود اس وقت کے کئی علماء بھی یہ کہتے تھے کہ عہد و امن والوں سے لڑنا جہاد نہیں ہے۔ علامہ اقبال نے بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف زبان کھولی اور کہا کہ ہمیں غلام نبی منظور نہیں۔ میں نے کہا تو پھر حضرت یوسفؑ کا بھی انکار کرو کیونکہ دین الملک کے ماتحت تھے۔ تو اقبال کو تو یہ جواب ہے کہ سورہ یوسف پڑھو۔ اگر مسیح موعودؑ کا انکار ہے تو حضرت یوسفؑ کے بھی منکر ہو گے۔ اور اگر حضرت یوسفؑ کو مانو گے تو حضرت مسیح موعودؑ کو بھی ماننا پڑے گا۔ اقبال تو اپنا سر انگریزی حکومت پر قربان کرنے کو تیار تھے اور ایک شعر میں ”میرا سر قبول ہو“ کہہ کر "Sir" کا خطاب حاصل کر لیا۔ ملکہ وکٹوریہ کی وفات پر مرثیے میں انہیں ”سایہ خدا“ سے تعبیر کیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کوئی یہ کہے کہ گورنمنٹ اولی الامر میں شامل نہیں تو یہ صریح غلط ہے۔ نیز جو ہمیں مذہبی آزادی دیتا ہے اور ہماری مخالفت نہیں کرتا اس کی بات ماننی چاہئے کیونکہ یہ دارالامن ہے دارالحرب نہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے بعض احادیث نبویؐ کے حوالہ سے اس مضمون کو کھول کر بیان فرمایا۔

آیت ۶۱ کی تلاوت کے بعد اس کی تفسیر میں لفظ زعم کے معنی بتائے کہ زعم وہ بات ہے جس کے جھوٹے ہونے کا گمان ہو۔ یَتَحَاکَمُوْنَ اِلَی الطَّاغُوتِ کے سلسلے میں حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کبھی انگریزوں سے رابطہ نہ رکھا۔ اس کے برعکس ان کے مذہبی عقائد پر کھل کر بحث کی کہ اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ انگریز ہم پر حاکم ہے اس لئے مذہب میں بھی وہ ہمارا مددگار ہے۔ مدح انصاف کے معاملے میں کی اور سب مسلمانوں پر فرض ہے لیکن جہاں دین کا معاملہ تھا وہاں جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا حضرت ابوطالب کو صاف صاف فرما دیا تھا۔ اسی طرح سے آپ نے انگریزوں کو دجال کہا اور اس دجالیت کے اثر کو دور کرنے کیلئے پیشگوئیاں کیں اور فرمایا کہ سلطنت برطانیہ میں ۸ سال کے بعد آثار ضعف اور اضمحلال ظاہر ہونگے۔ جس جہاد کی آپ کو توفیق ملی اس کا ہزارواں حصہ بھی ان مولویوں کے نصیب میں نہیں آیا۔ اس کے برعکس مولویوں نے انگریزوں کو حاکم مانا۔ اور ان کے مصنوعی خدا کو زندہ مانا جسے باطل ثابت کرنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مشن تھا۔

حضور انور نے فرمایا کہ اسباب نزول آیات کے سلسلہ میں مفسرین کے قصے کہانیاں بعض دفعہ بالکل قابل قبول نہیں ہوتیں۔ قرآن مجید اپنے اسباب نزول خود بیان کرتا ہے۔ قرآن کی آفاقی حیثیت کو اگر آپ حادثاتی واقعات پر چسپاں کر لیں تو یہ قرآن پر ظلم ہوگا۔ میں اس موضوع پر کسی اور درس میں بحث اُٹھاؤں گا۔

سوموار، ۱۲ر جنوری ۱۹۹۸ء

آج درس نمبر ۱۱ میں حضور انور نے فرمایا کہ آج کی زیر نظر سورۃ النساء کی آیت ۶۲ کے بارے میں علماء نے بہت کچھ لکھا ہے لیکن مختصر ذکر کے بعد آگے بڑھتے جائیں گے۔ آیت نمبر ۶۲ میں یہ بیان ہے کہ منافقین مشورے کیلئے تیرے پاس آنے سے رکتے ہیں جیسا کہ ”لَوَّوا رُءُوسَھُم“ میں بھی ذکر آچکا ہے لیکن کہیں اس بات کا اشارہ نہیں ملتا کہ ان وجوہات کی بنا پر ان کی گردن زدنی کرو بلکہ استغفار کا موقعہ چھوڑا ہے۔ اس سلسلے میں حضور انور نے مختلف علماء کی توجیہات بیان فرمائیں اور بتایا کہ شیعوں نے تو ظلم سے کام لیتے ہوئے عجیب و غریب روایات بیان کی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ اس آیت کا تعلق صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت کے لوگوں کے ساتھ نہیں بلکہ سارے زمانے کے ساتھ ہے اور آئندہ بھی ایسا ہی ہوتا رہے گا یعنی لوگ دینی نظام جو اللہ و رسول کا نظام ہے اس سے ہٹ کر اس حکومتی نظام کی طرف رجوع کریں گے جو طاغوتی نظام ہے۔ اس آیت کی صحت میں آج بھی پیش آنے والے واقعات کا حکم دائمی ہے جو ہم اپنی آنکھوں سے آئے دن مقدمات میں دیکھ رہے ہیں۔ جب دونوں فریق یہ سمجھتے ہیں کہ فیصلہ ہماری خواہش کے مطابق نہیں ہوگا تو وہ نظام جماعت کو چھوڑ کر مقدمہ بازی کی طرف جاتے ہیں اور اتنا نقصان اُٹھاتے ہیں کہ سب کچھ ضائع کر بیٹھتے ہیں۔ پھر جماعت کی طرف رجوع کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم نے تو جماعت کو مشکل سے بچانے کیلئے ایسا کیا تھا۔ اسلئے اب آپ ہمارا فیصلہ کریں۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس صورت حال میں میری ہدایات یہ ہوتی ہیں کہ اب آپ نے کچھ نہیں کرنا۔ حضور نے مزید فرمایا کہ کل ہی ایک خط آیا ہے کہ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان ہے، آپ پر ایمان ہے لیکن نظام جماعت پر اعتماد نہیں۔ حضور نے فرمایا کہ آپ نظام جماعت کو رد کر کے مجھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو رد کرتے ہیں۔ امام شوکانیؒ نے آیت نمبر ۶۴ میں ”بِمَاقَدَّمَت اَیدِیھِم“ کے بارے میں لکھا ہے کہ اپنے گناہوں کی وجہ سے وہ طاغوت کی طرف جانا پسند کرتے ہیں۔ یعنی گناہ کی وجہ سے وہ خدا کی بجائے شیطان کی طرف جانا پسند کرتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ میرا ذاتی فیصلہ یہ ہے کہ ان آیات کا انفرادی واقعہ سے تعلق نہیں۔ یہ جاری سلسلہ ہے۔ آج بھی ہے اور کل بھی اور اس آیت کو دوام حاصل ہے اور اس کا اثر چلتا ہے اور چلتا رہے گا۔

آیت نمبر ۶۴ میں یہ فرمان ہے کہ تمہارا کام یہ ہے کہ ان سے روگردانی کرو اور دخل اندازی نہ کرو اور ان سے ایسی بات کرو جو ان کے دل کی گہرائی میں اتر جائے اور وہ سمجھ کر دوبارہ نظام جماعت میں داخل ہو جائیں جو وعظ بلیغ کا مؤثر نتیجہ ہے۔

منگل، ۱۳ر جنوری ۱۹۹۸ء

آج درس القرآن نمبر ۱۲ میں آیت نمبر ۶۵ ”وَمَا اَرسَلنَا مِن رَّسُولٍ اِلاَّ لِیُطَاعَ بِاِذنِ اللّٰہ“ کا ذکر ہوا۔ حضور نے فرمایا کہ ہر رسول کی اطاعت اذن اللہ کی وجہ سے کی گئی۔ حضرت آدم کی اطاعت اذنِ اللہ سے ہوئی ورنہ آدم کی اپنی کوئی حیثیت نہ تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واجبیت کے علاوہ ایک اور وجہ فضیلت حاصل ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی مالکیت کا درجہ پہنایا ہے۔ مالک چونکہ فیصلے کرتے وقت زیادہ حقوق رکھتا ہے۔ اگر آپ کسی معین وحی کی طرف اشارہ نہ بھی دیں تب بھی آپ کے فیصلے کو اللہ ہی کا فیصلہ قرار دیا جائے گا یعنی وحی کا کسی معین فیصلے کیلئے نازل ہونا ضروری نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سب فیصلے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ملکیت کی صلاحیت کے نتیجہ میں ہیں۔ اور یہ پہلو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا امتیاز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل اطاعت کرو ورنہ نقصان اُٹھاؤ گے۔ قضائی فیصلوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم عدل ماننا ہوگا۔ جو اس پر عمل کریں گے خدا ان کو صراط مستقیم ضرور دکھائے گا۔

حضور انور نے فرمایا اس آیت میں دراصل توفیق کی بحث نہیں بلکہ رسول کے درجے کی بحث ہے۔ انبیاء گناہوں اور نافرمانیوں سے منزہ ہوتے ہیں کیونکہ یہ آیت ان کی مطلق اطاعت پر دلالت کرتی ہے۔ حضور نے شیعوں کی تفاسیر کا ذکر کرتے ہوئے ان کے غلط خیالات کا رد فرمایا۔

آیت نمبر ۶۷ میں ایک ایسے واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو گائے کے ذبح کرنے کے سلسلے میں پیش آیا۔ یہود نے جب نافرمانی کی تو سزا کے طور پر ”فَاقتُلُوا اَنفُسَکُم“ یعنی اپنی انانیت اور نفس امارہ کو ذبح کرو کا حکم صادر ہوا۔ یہ حکم نہیں تھا کہ آپس میں ایک دوسرے کو قتل کر دو۔

درخواست دُعا

میرے والد محترم چھکن انصاری صاحب کافی عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں گذشتہ دنوں بیماری نے شدت اختیار کر لی۔ والد صاحب کی مکمل شفایابی صحت و تندرستی والی لمبی عمر کیلئے درخواستِ دُعا ہے۔

(مبارک احمد سلیہ۔ کارکن فضل عمر آفسیٹ پریس قادیان)

پاکستان کو اپنی نیوکلیائی تنصیبات پر اسرائیلی حملے کا خدشہ تھا

امریکہ کو بتایا گیا کہ اسرائیلی جنگی طیارے حملے کیلئے بھارت پہنچ چکے ہیں

قاہرہ۔ ۲ر جون (پ ٹ ا۔ اے ایف پی) اسرائیلی ٹیلی ویژن نے کل رات بتایا کہ پاکستان کو خدشہ تھا کہ جمعرات کے روز اس کی طرف سے نیوکلیائی تجربے کئے جانے سے چند گھنٹے پہلے اسرائیلی ہندوستانی اڈوں سے اس کی نیوکلیائی تنصیبات پر ہوائی حملے کرے گا۔ تجربے کئے جانے سے چند گھنٹے پہلے پاکستان کے وزیر خارجہ نے امریکہ کو اسرائیلی حملے کے پلان بارے بتایا۔ اسرائیل کے وزیر اعظم بینجامن نیتانیاہو کے ایک ترجمان نے پاکستانی اطلاعات کو قطعی بے بنیاد قرار دیا۔ ٹیلی ویژن کے مطابق پاکستان سمجھتا تھا کہ اسرائیلی طیارے حملے کیلئے بھارتیہ اڈوں کا استعمال کریں گے۔ تاہم امریکہ نے اسلام آباد کو بتایا کہ اسرائیل نے خبردار کیا ہے کہ بھارت اور پاکستان کے تجربوں سے ایران کی حوصلہ افزائی ہو سکتی ہے کہ وہ بھی ایسا ہی کرے۔ نیتانیاہو کے صلاحکار نے کہا کہ ایران کے وزیر خارجہ کے پاکستان کے دورہ سے اسرائیل اور بین الاقوامی برادری کی اس مانگ کو تقویت ملتی ہے کہ ایران کو نیوکلیائی صلاحیت حاصل کرنے سے روکنے کی سبھی کوششیں کی جانی چاہئیں۔ ایران کی نیوکلیائی صلاحیت روکنے کے لئے بین الاقوامی برادری کو فیصلہ کن اقدام کرنے چاہئیں۔ پاکستان نے امریکہ کے علاوہ اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کوفی امان کو بھی گذشتہ بدھوار کے روز بتایا کہ اسرائیل جمعرات رات کو پاکستان کی نیوکلیائی تنصیبات پر حملہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اور کہ اسرائیلی جنگی طیارے بھارت پہنچ چکے ہیں۔ امریکہ کے علاوہ واشنگٹن میں اسرائیلی سفیر نے بھی پاکستانی سفیر سے رابطہ کر کے ان اطلاعات کی تردید کی۔ پاکستان نے چین کو بھی اپنے خدشات سے آگاہ کیا تھا۔ یاد رہے کہ ان دنوں اسرائیل کے وزیر اعظم چین کے سرکاری دورے پر تھے۔ واشنگٹن سے ملی ایک اطلاع کے مطابق امریکی سرکار کو پاکستانی خدشات بارے آگاہی تھی۔ تاہم امریکہ جانتا تھا کہ ایسے حملے کا کوئی امکان نہیں۔

بھارت و پاکستان کے درمیان ٹکراؤ کا خطرہ بڑھ گیا

صدر کلنٹن اپنا سیاسی دورہ بیچ میں چھوڑ کر واپس واشنگٹن پہنچ گئے

آج وزیر خارجہ البرائٹ سے اہم صلاح و مشورہ کریں گے

واشنگٹن ۲ر جون (یو این آئی) "واشنگٹن ٹائمز" نے اطلاع دی ہے کہ صدر کلنٹن نے یہ تسلیم کرتے ہوئے کہ پاکستان اور بھارت کے درمیان ایٹمی مقابلہ آرائی نازک موڑ پر پہنچ گئی ہے اپنا دو روزہ دورہ سیاسی دورہ درمیان میں ہی چھوڑ کر واپس واشنگٹن پہنچ گئے ہیں تاکہ جنوبی ایشیا کی بگڑتی ہوئی صورت حال کے متعلق اپنے مشیروں کے ساتھ صلاح مشورہ کر سکیں۔ وہائٹ ہاؤس کے ترجمان مسٹر مائیکل میکری نے کہا کہ صدر کلنٹن ٹیکساس سے واپس واشنگٹن پہنچ گئے ہیں اور کل صبح وزیر خارجہ میڈم البرائٹ کے ساتھ جنیوا میں ہونے والی پانچ ایٹمی طاقتوں کی میٹنگ کے متعلق صلاح مشورہ کریں گے۔ دفتر خارجہ کے ترجمان جیمز روبن نے کہا کہ دونوں ممالک کے درمیان ایٹمی دھماکے کرنے کے نتیجہ میں صورت حال بہت زیادہ بگڑ گئی ہے۔ میٹنگ میں اس سوال پر خاص غور کیا جائے گا کہ بھارت و پاکستان میں کشیدگی کم کرنے کے طریقوں پر غور کیا جائے۔ اخبار نے کہا ہے کہ وزیر دفاع مسٹر ولیم کوہن نے سی این این کے ساتھ انٹرویو میں کہا ہے کہ بھارت اور پاکستان کے درمیان ہوئی ایٹمی مقابلہ آرائی سے صورت حال نازک ہو گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ لیبیا۔ ایران عراق اور سیریا بھی ایسا ہی سلسلہ شروع کر دیں گے۔

اخبار نے کہا ہے کہ بھارت اور پاکستان نے اپنے دفاعی بجٹوں میں اضافہ کر کے اور میزائیلوں کی تیاری کے پروگرام کو تیز کر کے حالات کو بہت کشیدہ بنا دیا ہے۔ ادھر چین نے بھی کہہ دیا ہے کہ وہ ایٹمی دھماکے کرنے کو خارج از امکان قرار نہیں دیتا۔ اس سے بھی خطہ میں کشیدگی کو ہوا ملے گی۔

چین کی ٹیکنالوجی اور امریکی پالیسیوں نے پاکستان کی نیوکلیائی بم بنانے میں مدد کی

نیویارک ۲ر جون (پی ٹی آئی) یہاں میڈیا رپورٹوں میں کہا گیا ہے کہ چین اور امریکہ کی مدد اور چوری و جاسوسی کے عالمی نٹ ورک نے تین دہائیوں سے زیادہ عرصہ میں پاکستان کی نیوکلیائی بم بنانے میں مدد کی۔ رپورٹوں میں کہا گیا ہے کہ یہ سب چین کی ٹیکنالوجی اور امریکی پالیسیوں میں تبدیلی کے بغیر ممکن نہیں ہو سکتا تھا جو کہ پاکستان کے ایٹمی ہتھیار بنانے کے معاملہ پر آنکھیں موندے رہا۔

نیویارک ٹائمز نے موجودہ اور ریٹائرڈ امریکن افسران کے حوالہ سے رپورٹ میں کہا ہے کہ چین نے بلیو پرنٹس مہیا کرنے کے علاوہ بھاری طاقتور یورینیم "ٹریٹوم" سائنسدان اور اہم آلات مہیا کئے جس سے کہ نیوکلیائی پروڈکشن کمپلیکس بنایا جا سکتا ہے نیوکلیائی ہتھیاروں کے پھیلاؤ کے ایک لیڈنگ ماہر گیری ملھولن کے حوالہ سے اخبار نے لکھا ہے کہ امریکہ نے پاکستانی نیوکلیائی سائنسدان کو ۱۹۵۰ سے ۱۹۷۰ء تک تکنیکی ٹریننگ دی۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ ۱۹۸۰ء کے آخر میں امریکی موقف میں تبدیلی آئی اور اس نے پاکستان کے نیوکلیائی ہتھیار پروگرام کے تئیں اپنی آنکھیں موند لیں کیونکہ پاکستان کے اس وقت امریکن سنٹرل انٹیلی جینس ایجنسی (سی آئی اے) کے ساتھ اہم کافی نزدیکی تعلقات تھے دونوں اس وقت افغانستان میں سوویت فورسز کے خلاف لڑ رہے افغان گوریلوں کو اربوں ڈالر قیمت کے ہتھیار سمگل کئے جا رہے تھے لیکن امریکہ کا یہ پوشیدہ اپریشن ختم ہوا تو اس نے ۱۹۹۰ء میں پاکستان کو دی جانے والی امریکی امداد میں کٹوتی کر دی۔ ٹائمز نے پاکستان میں ۱۹۸۰ء سے ۱۹۸۹ء تک رہے سی آئی اے کے ایک سینئر افسر ملٹ برڈن کے حوالے سے کہا ہے "ہم نے ایسے حالات پیدا کرنے میں مدد کی ہے جن کے تحت آج بڑے بم موجود ہیں ہماری نرالی پابندیوں نے انہیں وہاں جانے پر مجبور کیا جہاں وہ آج ہیں" پاکستان کو جب ۱۹۷۱ء میں بھارت کے ہاتھوں زبردست شکست کا سامنا کرنا پڑا تھا تو اس وقت کے پاکستانی وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے سائنسدانوں کو طلب کیا اور انہیں بم بنانے کا حکم دیا تھا۔ ٹائمز نے افسران اور کچھ دستاویزات کے حوالہ سے کہا کہ تب پاکستان نے ایک عالمی سطح کا سمگلنگ رینگ بنایا تاکہ نیوکلیائی ہتھیارں کی ٹیکنالوجی کو خریدا۔ اس کی نقل یا چوری کی جا سکے۔ بھارت نے ۱۹۷۴ء میں جب نیوکلیائی ڈیوائس کے تجربے کئے تو پاکستان نے اپنے نیوکلیائی ہتھیار پروگرام میں شدت لائی لیکن امریکہ اس وقت یہ سب کافی نزدیک سے دیکھ رہا تھا نتیجہ کے طور پر تب کے امریکی صدر جیمی کاٹر نے اس فیصلہ کو اس وقت واپس لے لیا جب سوویت یونین نے افغانستان میں مداخلت کی اور پاکستان افغان گوریلوں کو ہتھیار سمگل کرنے کیلئے رضامند ہو گیا۔ ۱۹۸۳ء میں محکمہ داخلہ کو ایک خفیہ رپورٹ میں کہا گیا کہ اس بات کے پختہ ثبوت ہیں کہ پاکستان نیوکلیائی ہتھیار بنانے کے پروگرام پر سرگرمی سے عمل کر رہا ہے۔ اخبار نے کہا کہ ان ثبوتوں میں پاکستان کی طرف سے نیوکلیائی بم بنانے کے چین سے خفیہ بلیو پرنٹ حاصل کرنا بھی شامل تھا۔

پاکستان کے ہفتہ کو کئے گئے دھماکے ایک سے دو کلوٹن کے تھے

یہ ہیروشیما پر گرائے گئے ۴۵ کلوٹن کا محض ایک حصہ تھے۔ امریکی ماہرین

واشنگٹن ۲ر جون (رائٹر) امریکی خفیہ افسروں کا کہنا ہے کہ وہ ابھی تک طے نہیں کر پائے کہ اپنے ایٹمی تجربوں کے بارے میں پاکستان کے دعوے میں کتنی سچائی ہے۔ انہوں نے ابتدائی اندازہ کے حوالے سے کہا کہ پاکستان کے ہفتہ کو کئے گئے زیر زمین دھماکے ایک سے دو کلوٹن کے تھے۔ دو دن پہلے کئے گئے دھماکوں سے نصف کے برابر تھے۔ بہر حال سی آئی اے سمیت وزارت دفاع کے خفیہ اداروں مصنوعی سیارے۔ قومی ٹوہی دفتر اور قومی ایجنسیوں کو بھی پاکستانی ایٹمی تجربوں کے بارے میں مختلف طریقوں سے موصول ہونے والی اطلاعات کی چھان بین کرنے کی ضرورت پڑ رہی ہے۔ ایک خفیہ افسر کے مطابق پاکستان دعووں کی تصدیق کا ایک ذریعہ مصنوعی سیاروں سے حاصل ہونے والی تصویر بھی ہے۔ ہم اس کا جائزہ لے رہے ہیں۔ ہفتہ کو کیا گیا دھماکہ جسامت میں ۱۹۴۵ء میں ہیروشیما میں گرائے گئے ۴۵ کلوٹن کے امریکی ایٹم بم کا محض ایک حصہ تھا۔ لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ پاکستان کے پاس معلومات کی کمی ہے۔

بھارت کے ایٹمی دھماکوں کے بعد پاکستان اب پنجاب و جموں کشمیر میں پراکسی جنگ و دہشت گردی پھیلانے کی ہمت نہیں کرے گا۔

جالندھر ۲ر جون (دھون) پنجاب بھاجپا کے سینئر لیڈر اور صوبہ کے خوراک اور سپلائیز منسٹر مسٹر مدن موہن متل نے مرکزی بھاجپا سرکار کی طرف سے کئے گئے ایٹمی دھماکوں کو جائز ٹھہراتے ہوئے کہا کہ اب پاکستان پنجاب اور جموں کشمیر میں پراکسی جنگ چھیڑنے اور دہشت گردی پھیلانے کی ہمت نہیں کرے گا۔ کیونکہ اسے پتہ ہے کہ اس کا اسے سنگین خمیازہ بھگتنا پڑ سکتا ہے۔ مسٹر متل نے کہا کہ پاکستان کی شہ پر دہشت گردوں نے پنجاب میں ہزاروں بے گناہوں کے قتل کئے۔ یہ سب پاکستان اور اس کی خفیہ ایجنسی آئی ایس آئی اس لئے کراتی رہی کیونکہ وہ بھارت کو کمزور سمجھتی تھی۔ اب بھارت ایک ایٹمی طاقت بن چکا ہے اور اس کے سامنے پاکستان کہیں نہیں ٹھہرتا۔ واجپئی سرکار کی طرف سے کئے گئے ایٹمی دھماکوں پر عام بھارتیہ کو فخر ہے انہوں نے کہا کہ پاکستان کو بھارت کے اندرونی معاملوں میں دخل نہیں دینا چاہئے۔ کیونکہ مرکزی سرکار اس کے کھیل کو خاموش تماشائی بن کر نہیں دیکھے گی۔ بلکہ اس کا کرارا جواب دیا جائے گا۔ (روزنامہ ہند سماچار جالندھر

اب پاکستان کشمیر میں مداخلت کرتے وقت دس بار سوچے گا

اخبار ہند سماچار جالندھر کی ۳ر جون کی اشاعت میں شائع شدہ ایک خبر کے مطابق بھارتیہ جنتا پارٹی کے قومی نائب صدر اور ایم پی مسٹر کرشن لال شرما نے کہا ہے کہ پاکستان کے ساتھ ساتھ چین بھی بھارت کے لئے خطرہ ہے جس کے پاس کافی ایٹمی صلاحیت ہے۔

آج یہاں ایک پریس کانفرنس کو خطاب کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ چین کی نیوکلیائی طاقت کو دیکھتے ہوئے ہی بھارت کو نیوکلیائی دھماکے کرنے پڑے ہیں۔ تاکہ ملک کی سکیورٹی کو یقینی بنایا جا سکے انہوں نے کہا کہ بھارت اپنے دونوں پڑوسی دیشوں چین اور پاکستان سے خوشگوار تعلقات چاہتا ہے لیکن دونوں دیشوں کو بھی بھارت کی پہل کا مثبت جواب دینا چاہئے۔ مسٹر شرما نے کہا کہ بھارت کی طرف سے کئے گئے پانچ ایٹمی دھماکوں نے دنیا بھر میں بوکھلاہٹ پیدا کر دی ہے کیونکہ کئی دیش یہ سوچتے ہیں کہ انہیں پتہ ہی نہیں تھا کہ بھارت ایٹمی دھماکے کرنے والا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بھارت کا نیوکلیائی متبادل کھلا چھوڑنے کا اتفاق رائے سے فیصلہ تھا لیکن اسے ایٹمی دھماکہ میں بدل کر بھارت کی بھاجپا سرکار نے پہل کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ بھاجپا دیش کی سکیورٹی کے معاملہ میں کوئی سمجھوتہ کرنے کو تیار نہیں ہے بھاجپا یا جن سنگھ نے ۱۹۶۲ء میں بھارت چین ۱۹۶۵ء اور ۱۹۷۱ء میں بھارت پاکستان جنگ کشمیر کے مدعے پر ہمیشہ ہی سابق مرکزی سرکاروں کو تعاون دیا ہے۔ جب ان سے

Subscription
Annual Rs/-150
Foreign
By Air : 20 Pound or 40$ U.S.A
: 60 Mark German
By Sea : 10 Pound or 20$ U.S.A

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO-R.N 61/57

The Weekly BADR

Qadian 143516, Distt Gurdaspur Punjab (INDIA)

Vol - 47 Thursday, 11th June 1998 Issue No : 24

☎ (091) 01872-20757
20091
FAX (091) 01872-20105

پوچھا گیا کہ ایٹمی دھماکوں کے بعد دنیا کی طرف سے لگائی گئیں اقتصادی پابندیوں کا بھارت کے اقتصادی اصلاحات پر کیا اثر پڑے گا تو انہوں نے کہا کہ ابھی تک پوری دنیا ہی اقتصادی پابندیوں کے معاملہ پر ایک جٹ نہیں ہے۔ شرما نے کہا کہ بھارت ہمیشہ اپنے پڑوسی دیشوں کے ساتھ امن و بھائی چارہ کے تعلقات کا خواہاں رہا ہے۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ اگر بھارت و پاکستان کے درمیان اب دو طرفہ بات چیت ہوتی ہے تو بھارت کسی تیسری طاقت کی مداخلت برداشت نہیں کرے گا۔ پاکستان کو بات چیت کرتے وقت یہ دھیان میں رکھنا ہوگا کہ اسے بھارت کے اندرونی حصوں خصوصی طور پر کشمیر میں مداخلت اور پراکسی جنگ کو فوراً بند کرنا ہوگا۔ دوسرا کوئی بھی دیش ایک دوسرے پر ایٹمی حملہ نہیں کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ اگرچہ مذکورہ دونوں باتوں کو بات چیت کیلئے شرائط نہیں مانا جائے گا لیکن پھر بھی بھارت پاکستان کی طرف سے کی جانے والی اندرونی مداخلت کو کسی بھی قیمت پر برداشت نہیں کرے گا۔ مگر پاکستان کے رویہ میں تبدیلی نہیں آتی ہے تو بات چیت میں روکاوٹیں آئیں گی۔

افغانستان کا زلزلہ پاکستانی ایٹمی دھماکوں کا نتیجہ

بھارتیہ جیالوجسٹ کی رائے۔ ایسا اثر پہلے زیر زمین تجربوں کا بھی دیکھا گیا

نئی دہلی ۱۴ جون (پ ٹ ا) نیشنل جیو فزیکل ریسرچ انسٹی چیوٹ جنار تھن نیگی نے کہا ہے کہ افغانستان میں زلزلہ جس میں قریباً پانچ ہزار اشخاص ہلاک ہوگئے تھے۔ بہت اغلب ہے کہ پاکستان کے ایٹمی دھماکوں سے آیا۔ امریکی جیالوجیکل سروے نے اس زلزلہ کا مرکز 37.21 ڈگری شمال اور 69.93 ڈگری مشرق بتایا ہے۔ ۴ر فروری کو یہی علاقہ پہلے ۶.۱ ڈگری رکٹر سکیل کے زلزلہ سے غیر مستحکم ہوگیا تھا۔ اس وقت بھی پانچ ہزار سے زیادہ لوگ ہلاک ہوگئے تھے۔ پاکستان کے ایٹمی تجربات کے بعد اس زلزلہ سے صاف طور پر یہ عیاں ہوگیا ہے کہ حساس علاقہ میں زمین دوز ایٹمی دھماکہ سے انتہائی اونچے درجہ کا زلزلہ آسکتا ہے۔ چینی۔ امریکی اور روسی سائنس دانوں کو پہلے سے ہی معلوم ہے کہ ہندوکش کے چمن علاقہ میں ایٹمی دھماکوں سے قدرتی زلزلے آسکتے ہیں۔ پاکستانی دھماکے چغائی ایریا میں نہیں کئے جانے چاہئے تھے۔ ناٹو کی ۱۹۹۵ء میں شائع شدہ اطلاع کے مطابق روس کی طرف سے ۱۹۶۳ء اور ۱۹۸۶ء کے درمیان نیم پلاٹنک ایریا میں کئے گئے ۸۰ خفیہ ایٹمی دھماکوں سے زلزلے آئے اور ان کی شدت ۴ء۳ ڈگری سے زیادہ تھی۔ روسی تجربے ۱۴۰۰ کلو میٹر دور کئے گئے جبکہ پاکستانی زمین دوز تجربے ۷۰۰ کلو میٹر کے فاصلہ پر تھے اس لئے ان کا اثر بھی زیادہ ہوتا تھا۔ روسی تجربوں کے بعد زل روسی تجربوں کے بعد زلزلے ۵ تا ۱۰ روز بعد آئے اور پھر ۱۵ سے ۳۰ دن بعد آئے۔ مسٹر نیگی نے کہا کہ اب پاکستانی تجربوں کے نتیجہ میں مزید زلزلے آنا خارج از امکان نہیں ہے۔ افغانستان کا زلزلہ اپنی قسم کی ایک مثال ہے کہ کس طرح زمین دوز زلزلے تباہ کن اثر رکھتے ہیں۔ یہ دھماکے زلزلے لانے کیلئے ٹرگر کا کام کرتے ہیں۔ ۲۰ جون ۱۹۹۲ء کو کیلی فورنیا میں لینڈرز زلزلہ سے ٹرگر اثر واضح طور پر پتہ چلا جبکہ کئی روز بعد ہزاروں کلو میٹر دور زمین میں جھٹکے محسوس کئے گئے۔

جلسہ سالانہ برطانیہ 1998ء

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے امسال جلسہ سالانہ یوکے مورخہ 31 جولائی، 2 اگست 1998 اسلام آباد ٹلفورڈ برطانیہ میں منعقد ہو رہا ہے اس میں شرکت کے خواہش مند احباب، خواتین اپنے کوائف مکرم صدر جماعت کی تصدیق کے ساتھ بوساطت امیر صاحب صوبائی جلد از جلد بھجوا دیں تاکہ انہیں حصول ویزہ کیلئے دعوت نامے / سپانسر شپ Sponsorship بھجوائے جاسکیں۔ اس جلسہ کی عظیم الشان کامیابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

(ایڈیشنل ناظر امور عامہ برائے خارجہ)

جلسہ واقفین نو

۱۰ اپریل کو بعد نماز جمعہ زیر صدارت مکرم صدر صاحب جماعت احمدیہ رشی نگر واقفین نو کا تربیتی جلسہ منعقد ہوا تلاوت مکرم گلزار احمد صاحب گنائی نے کی ترانہ اطفال عزیز خالد نثار بانڈے نے اور مکرم محمد رفیق صاحب بٹ مکرم نثار احمد صاحب بانڈے مکرم ناصر احمد صاحب ندیم معلم وقف جدید اور صدر جلسہ نے تحریک وقف نو سے متعلق مختلف موضوعات پر تقاریر کیں عزیز لئیق احمد بٹ نے ترانہ وقف نو سنایا۔

(محمد رفیق گنائی سیکرٹری وقف نو رشی نگر کشمیر)

سعادت حج بیت اللہ

مولا کریم کے فضل و کرم سے وادی کشمیر کے یہ خوش نصیب احباب و مستورات۔ مکرم مبارک احمد صاحب ظفر معہ بیگم صاحبہ مکرم غلام احمد صاحب راتھر آف ناصر آباد مکرم عبد الرؤف خان صاحب معہ بیگم صاحبہ ساکنہ مانلو اس سال فریضۂ حج بیت اللہ کی سعادت پاکر بخیریت واپس آگئے ہیں۔ مولا کریم نے ان کو ارکان حج ادا کرنے کی توفیق بخشی ہے۔ الحمد للہ۔ درخواست دعا ہے مولا کریم ان کی عبادات کو قبول فرما کر جماعت اور ان کیلئے ہر جہت سے بابرکت بنادے۔ آمین۔

(عبد الحمید ٹاک امیر جماعت کشمیر)

We offer professional service in buying, selling of properties for all your real Estate requirement in Bangalore and Karnataka
Contact:-
CHOICE REAL ESTATE
327 Tipu Sultan palace Road
Fort Banglore 560002, ☎ 6707555

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR & MARUTI

P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

طالب دُعا :- محبوب عالم ابن محترم حافظ عبد المنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts, Leather
Ladies and Gents Bag, Jackets, Wallets etc.
19 A Jawahar Lal Nehru Road Calcutta - 700081 Ph: 2457153

ESTD:1898
MFRS OF ARMY INDUSTRIAL AND CIVILIAN FANCY SHOES
M. MOOSA RAZA SAHIB & SONS
NO 6 ALBERT VICTOR ROAD FORT
BANGALORE - 560002 INDIA
☎: 6700558 FAX: 6705494

☎ 543105
STAR
CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP, BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

شریف جیولرز
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔
☎ دوکان : 0092-4524-212515
رہائش: 0092-4524-212300
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ